پاکستان کے نامور مفتیانِ کرام کے فتاویٰ کی روشنی میں
عذاب قبر کی صحیح صورت
کے منکر کا شرعی حکم
تالیف
حضرت مولانا ابو احمد نور محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ
ناشر
مکتبہ عثمانیہ
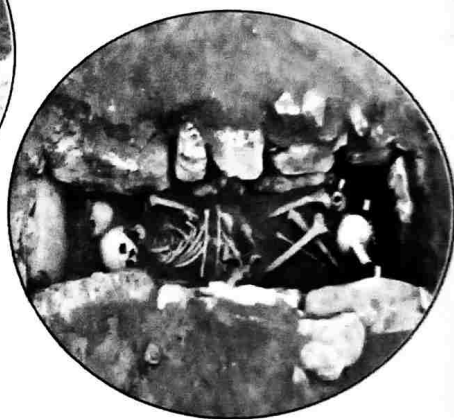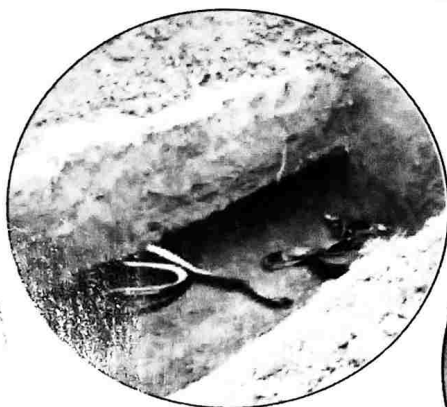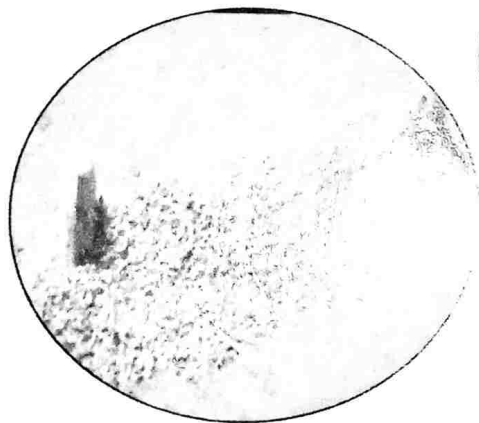
فہرست کتاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

حامدًا و مصلیا و مسلماً......

بندہ عاجز ہیچ مداں عرصہ طالب علمی سے عقیدہ حیات الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام سے شغف رکھتا ہے چونکہ عقیدہ حیات الانبیاء علیھم السلام کی بنیاد عقیدہ حیات قبر ہے تو اس مناسبت کی وجہ سے اس موضوع پر کتب کثیرہ کی ورق گردانی کی اور حاصل مطالعہ کے طور پر قبر کی زندگی ۔ اسلام کے نام پر ہوئی پرستی، مولانا طیب طاہری پنج پیری کی خدمت میں ایک سو چار سوالات، منکرین حیات قبر کی خوفناک چالیں، عقیدہ حیات قبر اور علم وفہم میت کی حدیث وغیرہ کتب ورسائل معرض وجود میں آئے اور بیسیوں مضامین ومقالات چھپ کر منظر عام پر آئے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور اس کی توفیق سے ہوا ورنہ من آنم کہ من دانم! اور زیر نظر رسالہ مجموعہ فتاویٰ عذاب قبر بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

بندہ عاجز نے آج سے تقریباً پانچ سال پہلے ملک پاکستان کے مفتیان کبار سے استفتاء کیا تھا کہ جو شخص امام مسجد ہے اور وہ عذاب قبر کی صحیح صورت پر یقین نہیں رکھتا بلکہ وہ عذاب قبر کی ایک ایسی صورت تجویز کرتا ہے جو ہر لحاظ سے غلط ہے عقل اور نقل دونوں کے خلاف ہے کیا ایسے پیش امام کے پیچھے نمازیں پڑھنا کیسا ہے تو ہمارے مفتیان کرام نے بالاتفاق جو جواب مرحمت فرمایا وہ یہ ہے کہ عذاب قبر کی صحیح صورت یہی ہے کہ اسی مدفن ارضی میں جہاں مردہ انسان کو دفن کیا گیا ہے

اعادہ روح ہوتا ہے قبر کا سوال وجواب روح اور جسد کے مجموعہ سے ہوتا ہے قبر کی
جزاء وسزاء کے لئے روح اور جسد عنصری کے مابین ایک خاص قسم کا تعلق رہتا ہے
جس کی وجہ سے روح اور بدن دونوں جزاء سزاء سے متاثر ہوتے ہیں البتہ اس
اعادہ روح اور تعلق روح کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں ہم جیسے عام لوگوں کے
لئے اتنا ایمان عذاب قبر کے متعلق کافی ہے باقی رہیں اعادہ اور تعلق کی کیفیات تو وہ
اہل علم کے لئے خالص علمی باتیں ہیں ان میں پڑنا نامناسب ہے۔ روح اور نفس
تعلق پر ایمان لانا ایک سنی مسلمان کے لئے ضروری ہے تو جو امام صاحب اس صحیح
صورت پر ایمان نہیں رکھتا اس کی اقتداء میں نمازیں پڑھنا صحیح نہیں ہے۔ الغرض
بندہ عاجز نے اکابر کے ان مجموعہ فتاویٰ کو یکجا کر کے محفوظ کر دیا لیکن آج سے چند
دن قبل میرے دل میں ان کی اشاعت کا داعیہ پیدا ہوا کیونکہ یہ ایک علمی ذخیرہ ہے
اور عذاب قبر کی صحیح صورت پر کتاب وسنت کے دلائل کا انبار ہے اور مزید یہ کہ
منکرین عذاب قبر نے جتنی الجھنیں پیدا کر رکھی ہیں ہمارے مفتیان کرام نے سب
کا صفایا کر کے اصل عقیدہ کو بڑے صاف اور شفاف انداز میں پیش کیا ہے جس پر
ایمان لانے کے لئے ہر منصف مزاج آدمی مجبور ہو جاتا ہے مثلاً عذاب قبر کی بحث
میں برزخ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے اور حیات دنیوی کا ذکر بھی ملتا ہے تو ہمارے
مفتیان کرام نے وضاحت فرمادی ہے کہ اگر عذاب قبر کو عذاب برزخ سے تعبیر کر
دیا جائے تو ان دو باتوں میں کسی قسم کا تضاد نہیں ہے بلکہ مصداق کے اعتبار سے ایک
ہیں قبر مردہ انسان کے لئے ظرف مکان ہے اور برزخ مردہ انسان کے لئے ظرف
زمان ہے علماء اسلام کو قبر سے مراد برزخ کہنے کی ضرورت اس لئے در پیش آئی

کیونکہ بعض مردے ایسے ہوتے ہیں جن کو وقتی طور پر زمین میں دفن ہونا نصیب نہیں ہوتا بلکہ پرندوں درندوں کے پیٹ میں چلے جاتے ہیں یا خاک وراکھ میں مستحیل ہو جاتے ہیں تو اس پر ملاحدہ اعتراض کرتے تھے کہ جس کو یہ معروف قبر نصیب نہیں ہوئی کیا اس کو عذاب قبر نہ ہوگا تو ہمارے علماء نے جواب دیا کہ قبر سے مراد صرف یہ گڑھا نہیں ہے جس میں مردہ انسان کو دفن کیا جاتا ہے بلکہ قبر سے مراد عالم برزخ ہے اور برزخ موت سے لے کر قیامت تک کے درمیانی زمانہ کو کہتے ہیں برزخ کہہ کر قبر کے مفہوم میں وسعت پیدا کی گئی ہے کیونکہ جو مردہ اس زمینی قبر میں دفن ہے وہ بھی برزخ میں ہے جو مچھلیوں کے پیٹ میں یا پرندوں درندوں کے پیٹ میں ہے وہ بھی برزخ میں ہے جو خاک وراکھ میں ہے وہ بھی برزخ میں ہے الغرض مردہ انسان جہاں بھی ہے وہ برزخ میں ہے۔ ان کج فہموں کی حماقت کو ملاحظہ فرمایئے کہ علمائے اسلام نے قبر سے مراد برزخ کہہ کر قبر کے مفہوم میں وسعت پیدا کی تاکہ قبر کا لفظ مردہ انسان کے ہر مقام کو شامل ہو جائے اور ان لوگوں نے برزخ کے لفظ سے خود اصلی حقیقی اور شرعی قبر کی بھی نفی کر دی۔

سخن شناس نہی دلبر خطا ایں جا است

معلوم ہوا کہ برزخ کے لفظ سے قبر کی نفی نہیں ہوتی اور نہ ہی نفی کرنی چاہئے اور جو شخص برزخ کے لفظ سے قبر کی نفی کرتا ہے وہ احمق اصطلاحات شرعیہ سے لاعلم ہے اسی طرح جن علمائے اسلام نے الحیات بعد الوفات کو حیات دنیویہ سے تعبیر کیا ہے ان کی مراد یہ ہے کہ حیات برزخیہ میں دنیا والا جسد عنصری شامل ہے لہذا حیات برزخی اور حیات دنیوی میں تضاد سمجھنا بھی حماقت ہے حیات برزخی بایں

معنیٰ ہے کہ عالم برزخ میں ہے اور حیات دنیوی بایں معنیٰ ہے کہ دنیا والا جسد شامل حیات ہے اور اسی طرح مفتیان کرام نے جسد عنصری اور جسد مثالی کے بارے میں بھی بڑی وضاحت فرمائی ہے کہ جسد عنصری اصل ہے اور جسد مثالی اس کا عکس اور ظل اور تابع ہے جسد مثالی کا وجود جسد عنصری کا مرہون منت ہے جسد اصلی میں اگر حیات سماع وغیرہ صفات پائے جاتے ہیں تو بالتبع جسد مثالی میں بھی یہ صفات پائی جائیں گی اگر جسد عنصری اصلی کو پتھر کی طرح بے جان قرار دے دیا جائے تو جسد مثالی میں نہ حیات آسکتی ہے نہ سماع یہی وجہ ہے ہمارے جو علمائے کرام روح کے لئے جسد مثالی تجویز کرتے ہیں وہ جسد عنصری سے تعلق کے بھی قائل ہیں اور اسی تعلق کی وجہ سے وہ جسد عنصری کی حیات اور سماع کے بھی قائل ہیں اور اس کے ادارک شعور اور فہم کے بھی قائل ہیں پس اگر اب کوئی شخص جسد مثالی کا لفظ دیکھ کر جسد عنصری کی نفی کرتا ہے تو یہ اس کے سوء فہم کا نتیجہ ہے بلکہ اس کی حماقت ہے ہمارے علماء اسلام فرماتے ہیں اگر کوئی شخص جسد عنصری سے تعلق مان لے پھر اس کے بعد ہزار مثالی جسد تجویز کرے تو ہمارا اس سے کوئی اختلاف نہیں ہے ہاں جو شخص جسد مثالی کو تجویز کر کے جسد عنصری سے تعلق کا انکار کرتا ہے وہ گمراہ ہے بدعتی ہے اور اہل السنت سے خارج ہے اسی طرح ہمارے مفتیان کرام نے یہ وضاحت بھی فرمادی ہے کہ علمائے اسلام قبر و برزخ کی زندگی کو جو حیات روحانی کہتے ہیں یا اسے روح کی حیات سے تعبیر کرتے ہیں یا اس حیات کے متعلق "لیست بالجسد" کہا ہے تو اس قسم کے الفاظ سے وہ ایک بہت بڑی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں وہ حقیقت یہ ہے کہ عالم دنیا میں جسد انسانی ظاہر اور اصل ہے اور روح مخفی ہے

اور اس کے تابع ہے یہاں کے حالات اولاً جسم پر طاری ہوتے ہیں اور روح ظاہر نمایاں ہو جاتی ہے اور اسی لئے اصل ٹھہرتی ہے جب کہ جسد عموماً مخفی ہو جاتا ہے اور روح کے تابع رہتا ہے وہاں دکھ سکھ کے حالات اولاً و اصلاً روح پر طاری ہوتے ہیں اور جسد بالتبع ان سے متاثر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ جتنے علمائے اسلام نے قبر کی اس زندگی کو حیات روحانی یا روح کی حیات کہا ہے وہ سب حضرات روح کا تعلق جسد عنصری سے تسلیم کرتے ہیں اور اسی تعلق کی وجہ سے جسد عنصری کو روح کے ساتھ جزاء سزاء میں شامل سمجھتے ہیں پس جو لوگ حیات روحانی کے لفظ سے جسد عنصری کی جزاء سزاء کا انکار کرتے ہیں وہ نہ تو اصطلاحات شرعیہ کو جانتے ہیں نہ ہی علمائے اسلام کی باتوں کا صحیح مطلب سمجھتے ہیں دیکھئے دنیا کی ہر تکلیف کو جسم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے مثلاً جسمانی اذیت، جسمانی کوفت، جسمانی تھکاوٹ وغیرہ دنیا کا کوئی عقلمند بھی ان جملوں سے روحانی اذیت اور روحانی تکلیف کی نفی نہ سمجھے گا بلکہ یہی سمجھے گا اصل کا ذکر کیا گیا ہے اور جو بالتبع وہ خود بخود اس میں شامل ہے اسی طرح حیاتِ روحانی کہہ کر اصل کا ذکر کیا گیا اور جو تابع ہے وہ خود بخود مذکور ہے۔

قاضی بیضاویؒ کی عبارت کا صحیح مطلب:۔

امام بیضاویؒ نے اپنی تفسیر میں ایک جملہ تحریر فرمایا ہے کہ حیات برزخیہ "لیست بالجسد" ہے یعنی قبر کی یہ حیات جسمانی نہیں ہے بلکہ روحانی ہے بعض کج فہموں نے اس جملہ سے جسد عنصری کے عذاب کا انکار کر دیا حالانکہ امام بیضاویؒ یہ

جملہ ذکر کر کے اس عالم کی جزاء سزاء کی صحیح صورت بتا رہے ہیں کہ اس عالم میں جسد اصل نہیں ہے بلکہ روح کا تابع ہے وہاں کے دکھ سکھ کے حالات اولاً جسد پر وارد نہیں ہوتے بلکہ اولاً روح پر وارد ہوتے ہیں اور روح کے واسطہ سے جسد بھی متأثر ہوتا ہے چنانچہ بیضاویؒ کی عبارت درج ذیل ہے۔

"وھو تنبیہ علیٰ ان حیاتھم لیست بالجسد ولا من جنس ما یحس بہ من الحیوانات وانما ھی امر لا یدرک بالعقل بل بالوحی وعن الحسن ان الشھداء احیاء عند ربھم تعرض ارزاقھم فیصل الیھم الوجع" بیضاوی تحت الآیۃ (ولا تقولوا لمن یقتل) الخ"

بندہ عاجز کے فہم کے مطابق امام بیضاویؒ جسد کی حیات کی نفی نہیں فرما رہے بلکہ نفی اس بات کی فرما رہے ہیں کہ قبر کی زندگی دنیا کی زندگی کی طرح جسمانی نہیں ہے کہ جسم اصل ہو اور روح اس کا تابع ہو بلکہ روح اصل ہے اور جسد اس کے تابع ہے اس پر دو قرائن ملاحظہ فرمائیں۔

قرینہ۱۔ امام بیضاویؒ نے "یثبت اللّٰہ الذین آمنوا کی تفسیر میں "تعاد روحہ فی جسدہ "(الحدیث) نقل فرما کر جسد کی حیات کو تسلیم کر لیا ہے۔

قرینہ۲۔ امام بیضاویؒ نے "کیف تکفرون باللّٰہ وکنتم امواتاً فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم " کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی نقل کیا ہے

کہ ثم یحییکم سے مراد قبر میں سوال و جواب کے لئے زندہ کرنا ہے۔

مفسر بیضاوی کے الفاظ یہ ہیں...... "او للسوال فی القبور"

اسی طرح امام بیضاویؒ نے "ربنا امتنا اثنتین و احییتنا اثنتین" کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی نقل کیا ہے کہ دوسری حیات سے مراد وہ حیات ہے جو مردہ انسان کو قبر میں مہیا کی جاتی تا کہ وہ نکیرین کے سوال کو سنے اور جواب دے تو ان حقائق کی روشنی میں بندہ عاجز نے بیضاوی کی عبارت کا یہی مطلب سمجھا ہے اگر کوئی مصنف مزاج اہل علم اس کا کوئی اور مطلب بتاتا ہے تو بندہ عاجز افہام تفہیم کے لئے ہر وقت تیار ہے۔

کیا کچھ مردے ایسے بھی ہیں جن کو یہ زمینی قبر نصیب نہ ہو:

منکرین عذاب قبر کے سامنے جب عذاب قبر کی صحیح صورت پیش کی جاتی ہے تو وہ اس کو جھٹلانے کے لئے ایک سوال کر ڈالتے ہیں کہ جن مردوں کو یہ زمین والی قبر نصیب نہیں ہوتی ان کو عذاب کہاں ہوتا ہے اس سوال سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان قبروں میں عذاب نہیں ہوتا بلکہ عذاب روح کی قبروں میں یعنی علیین اور سجین میں ہوتا ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ ان لوگوں کا مغالطہ ہے اور اس قسم کے مغالطات سے لوگوں کو عذاب قبر کی صحیح صورت سے ہٹا کر ایک غلط صورت منوانا چاہتے ہیں۔

کیونکہ ہمارے علمائے اسلام نے بڑی وضاحت سے فرمادیا ہے کہ قبر کا حقیقی مصداق زمین کا وہ حصہ ہے جس میں مردہ انسان کو باقاعدہ دفن کیا جاتا ہے

اور یہی شرعی حقیقی اور عرفی قبر ہے اور اسی میں قبر کا حساب اور قبر کی کاروائی ہوتی ہے اور اگر کسی وجہ سے کسی مردہ کو یہ قبر نصیب نہیں ہوتی تو اس کے جسد کو جو بھی ٹھکانہ مل گیا وہی اس کی قبر ہے جو مردہ پرندوں درندوں کے پیٹ میں ہے وہی اس کی قبر ہے اور جو شیشے کی الماری میں رکھا ہوا ہے وہی اس کی قبر ہے جو خاک اور راکھ میں ہے وہی اس کی قبر ہے الغرض مردہ جہاں بھی ہے وہی اس کی قبر ہے البتہ مدفن ارضی اس کے لئے حقیقی قبر ہے اور جو اس کے علاوہ ٹھکانے ہیں وہ اس کے لئے مجازی قبر ہیں بہر حال ہر مردہ کو قبر ضرور نصیب ہوتی ہے خواہ حقیقی ہو یا مجازی لہٰذا یہ کہنا ہی غلط ہے کہ بعض مردے ایسے ہیں جن کو قبر نصیب نہیں ہوتی۔

منکرین کے اس سوال سے قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے۔

محترم قارئین! منکرین کے اس سوال سے کہ بعض مردوں کو یہ ارضی قبر نصیب نہیں ہوتی۔ قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کئی بار قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ ہم تمہیں مرنے کے بعد زمین میں لے جائیں گے مثلاً ''منها خلقنكم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم تارة اخرىٰ'' اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے ''والله انبتكم من الارض نباتا ثم يعيدكم فيها ويخرجكم اخراجا'' قال فيها تحيون وفيها تموتون ومنها تخرجون'' ''ثم اماته فاقبره'' وغیرہ آیات میں تصریح موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ موت کے بعد ہر مردہ انسان کو مٹی میں لے جاتے ہیں ہاں بعض موتی کو جلد ارضی قبر نصیب ہو جاتی ہے اور بعض موتی کو کچھ وقفے کے بعد ارضی قبر نصیب

ہوتی ہے بہر حال جلد یا بدیر ہر مردہ انسان نے زمین میں جانا ہے لہٰذا یہ کہنا کہ بعض مردوں کو یہ ارضی قبر نصیب نہیں ہوتی قرآن مجید کے خلاف ہے بلکہ اس نظریہ سے قرآن مجید کی تکذیب لازم آتی ہے دیکھئے جو مردہ وقتی طور پر پرندوں درندوں یا مچھلیوں کے پیٹ میں چلا گیا تو بالآخر مردہ خور جانوروں نے بھی تو مر کر مٹی میں جانا ہے اسی طرح جو مردہ صندوق میں یا الماری وغیرہ میں رکھا ہوا ہے تو قیامت کے زلزلے سے اس نے بھی زمین میں دھنسنا ہے اور یوں ہر مردہ انسان نے زمین میں جانا ہے اور بروز قیامت زمین سے باہر آنا ہے لہٰذا یہ سوال پیدا کرنا کہ بعض مردوں کو زمین والی قبر نصیب نہیں ہوتی خود غلط ہے۔

منکرین عذاب قبر کا عقیدہ:

علمائے اسلام عذاب قبر کی جس صحیح صورت کے قائل ہیں وہ تو آپ نے پڑھ لی ہے تو اب ضرورت ہے اس بات کی کہ منکرین کا عقیدہ بھی آپ کے سامنے لایا جائے تا کہ تصویر کے دونوں رُخ سامنے رکھ کر حق اور باطل کے درمیان فیصلہ کرنا آسان ہو جائے چنانچہ عذاب قبر کے متعلق منکرین کا نظریہ درج ذیل ہے

''قبر سے مراد اس زمین کا وہ حصہ نہیں ہے جس میں مردہ انسان کو دفن کیا جاتا ہے اس کو تو عام لوگ قبر کہتے ہیں بلکہ قبر سے مراد برزخ ہے اور برزخ سے مراد علیین اور سجین ہے علیین ساتویں آسمان پر ہے اور سجین ساتویں زمین میں ہے اور وہیں ارواح رہتی ہیں اور وہیں ارواح کو مثالی جسد عطا کئے جاتے ہیں اور روحیں مثالی ابدان میں با قاعدہ حلول کرتی ہیں عام موتی کے مثالی بدن بصورت حیوان

پرندہ ہوتے ہیں اور حضرات انبیاء کرامؑ کے یہ مثالی بدن بصورت انسان ہوتے ہیں اور ان کے دنیا والے ابدان کے متشابہ اور متشاکل ہوتے ہیں اور اس صورت حیات کو حیات برزخیہ کہتے ہیں اور قبر کی یہ کاروائی علیین اور سجین میں روح اور جسد مثالی سے متعلق رہتی ہے باقی رہے مردہ انسانوں کے اجسام عنصریہ نہ تو وہ برزخ میں ہیں نہ ہی ان کی طرف اعادہ روح ہوتا ہے اور نہ ارواح کا ان سے کسی قسم کا تعلق رہتا ہے اور نہ ہی اجسام عنصریہ عذاب وثواب میں شریک وسہیم رہتے ہیں بلکہ یہ تو اپنی قبور میں بے جان اور بے حس وحرکت پڑے ہوئے ہیں جن میں کسی قسم کی حیات کا شائبہ نہیں ہے۔

نوٹ:۔ منکرین کا یہ عقیدہ ان کی مختلف کتب کے مختلف اوراق اور صفحات پر منتشر طور پر لکھا ہوا ہے۔ مثلاً ندائے حق، اقامۃ البرہان، حیات برزخیہ، اور عقائد علمائے اسلام ص ۸۸، ۹۰، ۹۱، ۱۰۳، ۱۱۲، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۵۰، ۱۷۴، ۱۷۵، وغیرہ وغیرہ۔ نیز واضح رہے کہ یہ لوگ اپنے ان عقائد کا انکار نہیں کریں گے اور نہ کر سکتے ہیں اگر بالفرض کسی بات کا یہ انکار کرتے ہیں تو ان کی کتابوں سے ان کا یہ عقیدہ ثابت کرنا بندہ عاجز کی ذمہ داری ہے۔ انشاءاللہ العزیز۔

عقائد کا اثبات کس طرح ہوتا ہے:

اہل اشاعت اپنی تحریروں اور تقریروں میں ہمیشہ اس بات کی رٹ لگائے پھرتے ہیں کہ عقیدہ کے اثبات کے لئے یا تو نص قطعی درکار ہے یا پھر احادیث متواترہ اس باب میں خبر واحد کی گاڑی نہیں چلتی اب بندہ عاجز مطالبہ کرتا ہے کہ اپنے اس

عقیدہ کے ایک ایک جز کو قرآن کی نص قطعی سے ثابت فرمائیں یا پھر احادیث متواترہ سے مہربانی فرما کر علماء کے اقوال پیش نہ فرمائیں کیونکہ وہ آپ کے ہاں حجت نہیں ہیں جب خبر واحد کی گاڑی نہیں چلتی تو اقوال علماء کی گاڑی کیسے چلے گی۔

ایک سوال اور اس کا جواب:

سوال:۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ منکرین عذاب قبر، عذاب قبر کے لفظ کو تو مانتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ جو شخص عذاب قبر کو نہ مانے وہ ایسا ویسا ہے تو جب وہ عذاب قبر کو مانتے ہیں چاہے غلط صورت کے ساتھ ہی سہی تو پھر ان کو عذاب قبر کا منکر کیوں کہا جاتا ہے؟

الجواب:۔ ہمارے علمائے اسلام فرماتے ہیں اگر کوئی کسی اسلامی عبادت یا کسی اسلامی عقیدہ کے نام کو برقرار رکھ کر اور اسے تسلیم کر کے اس کے شرعی مفہوم یا مصداق کو تبدیل کر دے تو اسے اس عبارت اور اس عقیدہ کا منکر ہی کہا جائے گا مثال کے طور پر مرزائی قادیانی بظاہر دعویٰ کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ہمارا ایمان ہے اور ہم حضور اکرم ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور جو آپ ﷺ کی ختم نبوت کو نہ مانے وہ تو کافر ہے لیکن اس دعویٰ کے باوجود وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی جانتے ہیں تو جب اس بارے میں ان سے سوال کیا جاتا ہے کہ تم ایک طرف ہمارے نبی ﷺ کو خاتم النبیین کہتے ہو اور دوسری طرف تم اجرائے نبوت کے قائل ہو اس کا کیا مطلب؟ تو اس کے جواب میں مرزائی کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کا یہ معنیٰ نہیں ہے کہ آپ آخری نبی ہیں آپ کے بعد کسی نبی نے

نہیں آنا آپ ﷺ بایں معنیٰ خاتم النبیین کہ آپ نبیوں کے لئے مہر ہیں جس شخص کو آپ کی مہر لگ جائے تو وہ نبی بن جاتا ہے مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی آپ کی مہر لگ گئی ہے لہٰذا وہ بھی نبی ہیں لیکن ہمارے علمائے اسلام نے مرزائیوں کو اس لئے ختم نبوت کا منکر قرار دیا ہے کہ انہوں نے ختم نبوت کے لفظ کو تسلیم کر کے اس کے شرعی مفہوم کو مسخ کر دیا ہے تو معلوم ہوا کسی عبارت اور کسی عقیدہ کو لفظ کی حد تک تسلیم کر لینا اور اس کے مفہوم کو تبدیل کر دینا انکار کے مترادف ہے چنانچہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ان الذین یلحدون فی آیاتنا کی تفسیر میں لکھتے ہیں یہاں سے انکار کی ایک خاص قسم کا ذکر کیا جاتا ہے جس کا نام الحاد ہے لحد اور الحاد کے لغوی معنیٰ ایک طرف مائل ہونے کے ہیں قبر کی لحد کو بھی اسی لئے لحد کہتے ہیں کہ وہ ایک طرف مائل ہوتی ہے قرآن وحدیث کی اصطلاح میں آیات قرآنی سے عدول وانحراف کو الحاد کہتے ہیں۔ لغوی معنیٰ کے اعتبار سے تو یہ عام ہے صراحۃً کھلے طور پر انکار وانحراف کرے یا تاویلات فاسدہ کے بہانہ سے انحراف کرے۔ لیکن عام طور سے الحاد ایسے انحراف کو کہتے ہیں کہ ظاہر میں تو قرآں اور اس کی آیات پر ایمان وتصدیق کا دعویٰ کرے مگر ان کے معانی اپنی طرف سے ایسے گھڑے جو قرآن وسنت کی نصوص اور جمہور امت کے خلاف ہوں اور جس سے قرآن کا مقصد ہی الٹ جائے۔ حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر میں الحاد کے معنیٰ یہی منقول ہیں۔ (تفسیر معارف القرآن ج ۷ ص ۵۵۹)

الحیات بعد الوفات اجماعی عقیدہ ہے قرآن مجید کی کوئی آیت اس کی نفی نہیں کرتی:

تصویر کے دونوں رُخ سامنے لائے جائیں تو ہر دو فریق اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ موت سے لے کر قیامت تک کے وقفے میں کوئی خاص قسم کی حیات ہے جس کی وجہ سے مردہ انسان سے قبر کا حساب لیا جاتا ہے اور جزاء سزاء کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے البتہ اختلاف اس میں ہے کہ وہ حیات کس بدن کے ساتھ ہے علمائے اسلام تو فرماتے ہیں کہ یہ حیات دنیا والے جسد عنصری سے متعلق ہے اور وہ اس کا نام حیات قبر و حیات برزخ تجویز کرتے ہیں جب کہ منکرین جسد عنصری سے ہر قسم کے تعلق کی نفی کر کے روح کو جسد مثالی میں داخل سمجھتے ہیں اور وہ اس حیات کو حیات برزخیہ کہتے ہیں بہر حال الحیات بعد الوفات پر دونوں فریق ایمان رکھتے ہیں کسی فریق کو اس حیات پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

منکرین کا سوءِ فہم:

منکرین عذاب قبر قرآن مجید کی درجنوں آیات پڑھ کر عوام الناس کو یہ تأثر دیتے ہیں کہ موت کے بعد سے قیامت تک کے عرصہ میں کسی قسم کی حیات نہیں ہے حالانکہ اس عرصہ میں حیات کے وہ خود بھی قائل ہیں اگر قرآن مجید کی کوئی آیت الحیات بعد الوفات کی نفی کرتی ہے تو وہ یقیناً جس طرح علمائے اسلام کی حیات قبر و برزخ کی نفی کرے گی تو وہ انکی حیات برزخیہ کی بھی نفی کرے گی لیکن یہ بدفہم لوگ علمائے اسلام کی حیات قبر کی تردید میں اتنے اندھے ہو جاتے ہیں کہ خود اپنی حیات

برزخیہ کی بھی بیخ کنی کرڈالتے ہیں اوران کو احساس تک بھی نہیں ہوتا۔

دو موتیں اور دو حیاتیں: یہاں منکرین کا ایک اور سوء فہم ملاحظہ فرمایئے وہ یہ ہے کہ ان کے عوام خواص خطباء اور واعظین یہ شور مچاتے پھرتے ہیں کہ علمائے دیوبند نے دو حیاتوں کی بجائے تین حیاتوں کا عقیدہ قائم کر رکھا ہے حالانکہ حیاتیں تو صرف دو ہیں ایک دنیا کی ایک آخرت کی یہ قبر کی تیسری زندگی کہاں سے آئی مجھے تعجب آتا ہے ایسے لوگوں پر کہ یہ لوگ قبر کی تیسری زندگی پر اعتراض کرتے ہوئے اپنی تیسری زندگی کو کیوں بھول جاتے ہیں ان لوگوں کی تین حیاتیں یہ ہیں۔

(۱) دنیا کی زندگی (۲) برزخ کی زندگی (۳) آخرت کی زندگی اگر یہ لوگ تین زندگیاں مانیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے اور اگر علمائے اسلام قبر کی زندگی پر ایمان رکھیں تو اعتراض اٹھایا جاتا ہے کہ یہ تیسری حیات کہاں سے آئی آخر وجہ کیا ہے؟ حالانکہ علمائے اسلام قبر کی زندگی کو نوع من الحیاۃ کہتے ہیں یعنی روح کا مردہ مدفون سے ایک خاص قسم کا تعلق ہے جس کی کیفیت اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اسی لئے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے قبر کی زندگی دنیا و آخرت کی زندگی کی طرح مستقل حیات نہیں بلکہ نوع من الحیاۃ ہے لہٰذا قبر برزخ کی اس حیات کو دنیا کی زندگی کا تتمہ بھی کہہ سکتے ہیں اور آخرت کی زندگی کا مقدمہ بھی کہہ سکتے ہیں معارف القرآن ملخصاً لہٰذا قبر کی یہ زندگی دو حیاتوں کے منافی نہیں ہے لیکن معترضین حضرات تو مستقل تیسری زندگی کے قائل ہیں ان کا عقیدہ تو یہ ہے کہ موت کے بعد روح کا بدن مثالی میں باقاعدہ دخول اور حلول

ہوتا ہے یہ تیسری زندگی یقیناً دو حیاتوں کے منافی ہے لیکن زمانہ کی ستم ظریفی ملاحظہ فرمائیے کہ ایسے لوگوں کو قبر کی نوع من الحیاۃ تو دو حیاتوں کے خلاف نظر آتی ہے لیکن اپنی تجویز کردہ اور خود ساختہ مستقل حیات دو حیاتوں کے خلاف نظر نہیں آتی سچ ہے الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔

دو نہ شد سہ شد:۔

یک نہ شد دو شد کی مثل مشہور چلی آرہی ہے لیکن ان پر تو دو نہ شد سہ شد کی مثل بچی آتی ہے کیونکہ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ عالم برزخ میں روح جسد مثالی میں باقاعدہ دخول اور حلول کیے ہوئے ہے اور قیامت کے دن روح کو بدن مثالی سے نکالا جائے گا اور دنیا والے جسد کی طرف بھیجا جائے گا تو جب روح بدن مثالی سے نکالی جائے گی تو یہ اس کی موت ہوگی کیونکہ موت اسی کا نام ہے پس ان لوگوں کے عقیدہ کے مطابق تین حیاتیں اور تین موتیں معرض وجود میں آجائیں گی لیکن ان لوگوں کو نہ تو اپنی تین حیاتیں نظر آتی ہیں اور نہ تین موتیں بلکہ صرف اور صرف قبر کی نوع من الحیاۃ دو حیاتوں کے خلاف نظر آتی ہے۔ پس صرف اب تک یہ ڈھول بجائے جارہے ہیں کہ یہ تیسری زندگی کہاں سے آئی...... مہربان من قبر کی یہ تیسری زندگی تو قرآن مجید کی پچاس سے زائد آیات سے ثابت ہے اگر شک ہو تو بندہ عاجز کی کتاب (قبر کی زندگی) کو دیکھ لیں وہاں درج ہیں لیکن آپ اپنی تیسری زندگی اور تیسری موت کا ثبوت پیش فرمائیں قرآن کی نص قطعی ہو یا پھر احادیث متواترہ اگر یہ مہیا نہ ہوسکیں تو ہم آپ کی خبر واحد کو بھی تسلیم کرلیں گے۔ چھوڑیئے اگر آپ

ضعیف روایت بھی اپنے عقیدہ کے اثبات میں پیش کردیں تو ہمیں قبول ہے لیکن

نہ خنجر اٹھے گی نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

مماتیو! تم تو جسد مثالی کا نام قرآن وحدیث سے نہیں دیکھا سکتے نہ قیامت تک نہ قیامت کے بعد تک۔

انتباہ: آپ نے منکرین کے مسلک میں جسد مثالی کا تذکرہ سنا اور ہمارے بعض علماء کی عبارات میں بھی جسد مثالی کا تذکرہ ملتا ہے لیکن اس سے یہ دھوکہ نہیں کھانا چاہیے کہ جسد مثالی کے قائلین علماء حضرات ان کے ہم مسلک ہیں کیونکہ ان کا جسد مثالی اور ہے اور علماء اسلام جس مثالی جسد کا تذکرہ کرتے ہیں وہ اور ہے علماء اسلام کے نزدیک جسد مثالی جسد عنصری کا ظل اور عکس ہے یہی وجہ ہے کہ وہ علماء جسد مثالی کا قول کرنے کے باوجود جسد عنصری سے تعلق مانتے ہیں جبکہ منکرین کا جسد مثالی کسی خاص قسم کے مٹیریل سے تیار ہوتا ہے اسی لئے وہ جسد عنصری کے تعلق کی نفی کرتے ہیں یہ بات پایۂ یقین کو پہنچ چکی ہے کہ منکرین عذاب قبر کی جس صورت کے قائل ہیں ہمارے اکابر علماء دیوبند میں سے کوئی ایک عالم دین بھی ان کا ہم مسلک اور ہم خیال نہیں ہے ان لوگوں کی راہ علمائے اہلسنت سے جداگانہ ہے اگرچہ یہ لوگ علمائے دیوبند کے نام پر دھوکہ دیتے ہیں لیکن کوئی دیوبندی عالم ان جیسے عقائد رکھنے والا نہ ہے بلکہ علمائے دیوبند کے تمام مفتیان کرام ان کو مبتدع (گمراہ) اور اہل السنۃ والجماعت سے خارج قرار دیتے ہیں اور عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکرین کو معتزلہ قرار دیتے ہیں۔

منکرین عذاب قبر کے علماء دیوبند کے حق میں گستاخانہ کلمات:

جب منکرین کو ہمارے مفتیان کرام غلط نظریات کی وجہ سے گمراہ اہل سنت سے خارج اور معتزلہ وغیرہ کہتے ہیں تو یہ لوگ بڑی جسارت سے جواب دیتے ہیں کہ اگر ہمیں معتزلہ کہتے ہو تو حضرت تھانویؒ کو بھی معتزلہ کہو اور اگر ہمیں گمراہ کہتے ہو تو حضرت نانوتویؒ کو بھی گمراہ کہو اور اگر ہمیں اہل بدعت کہتے ہو تو فلاں فلاں بزرگوں کو بھی یوں کہو معاذ اللہ استغفر اللہ وہ لوگ اس طریقہ گفتگو سے اکابر کے دامن میں پناہ لینا چاہتے ہیں اور اکابر کو ہم خیال بتانا چاہتے ہیں حالانکہ ان کے اس دعویٰ میں ذرا بھر بھی حقیقت کا شائبہ نہیں ہے جب ہمارے اکابر نے عقیدہ قبر اور عقیدہ حیات الانبیاء کا انکار نہیں کیا تو یہ نازیبا الفاظ کیسے ان کے حق میں استعمال کیے جائیں اور جب مماتی ٹولہ عقیدہ عذاب قبر کا انکار کرتا ہے عقیدہ حیات الانبیاء کا انکار کرتا ہے تو یہ الفاظ کیسے ان پر چسپاں نہ کیے جائیں گے حضرت مولٰنا محمد امین اکاڑویؒ ایک مثال بیان فرمایا کرتے تھے کہ ایک بدزبان عورت اپنے خاوند کے پورے خاندان کو حتیٰ کہ ساتوں پشتوں کو گالیاں دیتی تھی اور ان کے حق میں بدزبانی کرتی تھی اس کا مرد جب غصہ میں آتا اور اس کے سر پر جوتے برساتا تو وہ عورت اپنے بچاؤ کیلئے خاوند کے باپ اور دادے کی پناہ میں آکر کہتی کہ مجھے بچاؤ خاوند کہتا ان سب کو تو نے گالیاں دی اور انہی کی گستاخی کی وجہ سے تجھے جوتے پڑ رہے ہیں سیدھی ہو کر بیٹھو اور جوتے کھاؤ بعینہ یہی حال ہے ان مماتیوں کا کہ یہ لوگ عقیدہ حیات قبر اور عقیدہ حیات الانبیاء کی وجہ سے ہمارے تمام اکابر کو کافر اور

مشرک کہتے ہیں ان کے حق میں گندی زبان استعمال کرتے ہیں تو جب اکابر کے رضا کاروں کی طرف سے کتاب وسنت کے دلائل کی ان پر مار پڑتی ہے تو یہ لوگ تحفظ حاصل کرنے کے لیے اکابر کی پناہ لینا چاہتے ہیں لہٰذا رضا کاروں کی طرف سے انہیں یہ جواب دیا جاتا ہے کہ انہی اکابر کی راہ چھوڑنے کی وجہ سے اور ان کے حق میں گندی زبان استعمال کرنے کی وجہ سے تمہیں گمراہ، معتزلہ اور بدعتی کہا گیا ہے اب تمہیں حضرت تھانویؒ، حضرت نانوتویؒ اور دیگر اکابر کے دامن میں پناہ نہیں ملے گی سیدھے ہو کر بیٹھو اور دلائل کی مار کھاتے رہو اور جب تک تم اکابر کی راہ پر نہیں آتے تمہیں یہی مار ملتی رہے گی اور کہیں سے تمہیں پناہ نہیں ملے گی انشاء اللہ۔

اگر اکابر کے حق میں یہ لوگ مخلص ہوتے تو یہ قطعاً نہ کہتے کہ ان کو ایسا ویسا کہو:

ان لوگوں کا یہ کہنا کہ اگر ہمیں گمراہ بدعتی اور معتزلی کہتے ہو تو فلاں فلاں بزرگوں کو ایسا کہو دلیل ہے اس بات کی کہ یہ لوگ ان بزرگوں کے حق میں مخلص نہیں ہیں اگر ان لوگوں کے دلوں ان بزرگوں کا احترام اور درد ہوتا تو ان کے حق میں یہ لب کشائی نہ کرتے بخاری اور مسلم میں ایک حدیث موجود ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو عورتیں اپنے بچوں کے ہمراہ کسی جنگل کا سفر کر رہی تھیں ان کی غفلت کیوجہ سے ایک بھیڑیا آیا اور بڑی عورت کے بیٹے کو کھا گیا بڑی عورت چالاک تھی اس نے چھوٹی عورت کے بیٹے پر قبضہ کر لیا اور اس نے کہا یہ تو میرا بیٹا ہے اور بھیڑیا تو تیرے بیٹے کو کھا گیا ان کا جھگڑا ہو گیا غالباً موقع پر کوئی گواہ نہ تھے اسی لئے یہ جھگڑتی ہوئی حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس گئیں مقصد فیصلہ

کرانا تھا چونکہ بڑی عورت چتر چالاک تھی حضرت داؤد علیہ السلام نے بیانات سن کر بڑی عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا حالانکہ بیٹا در حقیقت چھوٹی عورت کا تھا چنانچہ وہ بڑی عورت بیٹے کو لے کر جا رہی تھی اور چھوٹی عورت اس کے پیچھے روتی جا رہی تھی ۔راستے میں حضرت سلیمان علیہ السلام مل گئے انہوں نے ماجرا پوچھا بیانات سننے کے بعد ان کو اندازہ ہوا کہ یہ بیٹا بڑی عورت کا نہیں ہے بلکہ چھوٹی کا ہے اور بڑی عورت نے اپنی چالاکی سے اپنے حق میں فیصلہ کرا دیا ہے چنانچہ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اس کا فیصلہ میں کرتا ہوں چھری لاؤ میں اس بچے کے دو ٹکڑے کرتا ہوں ایک ٹکڑا بڑی کے لئے ہوگا اور دوسرا چھوٹی کے لئے تا کہ دونوں کو حصہ مل جائے اور دونوں راضی رہیں اب بڑی عورت بچے کے دو ٹکڑے کرنے پر راضی اور تیار ہوگئی جبکہ چھوٹی عورت رونے لگی اور کہنے لگی یہ بچہ بڑی کو دے دو اس کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کرو میں اپنے بیٹے کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا برداشت نہیں کرتی ۔ یہاں سے واضح ہو گیا کہ یہ بچہ چھوٹی عورت کا ہے جس کو بچہ کا فکر اور درد ہے بخلاف بڑی عورت کے نہ وہ اس کا بیٹا تھا نہ اس کو اس کا درد تھا اس لئے وہ تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر راضی ہوگئی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس صورت حال کو دیکھ کر بچہ چھوٹی عورت کو دے دیا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مخلص کو درد ہوتا ہے غیر مخلص کو درد نہیں ہوتا پس اگر یہ لوگ حضرت نانوتویؒ، حضرت تھانویؒ، حضرت کشمیریؒ، حضرت عثمانیؒ وغیرہ رحمہم اللہ کے حق میں مخلص ہوتے تو قطعاً یہ نہ کہتے کہ ان کو معتزلی کہو ان کو بدعتی کہو دیکھیے یہ لوگ یوں تو نہیں کہتے کہ اگر ہمیں معتزلی کہتے ہو تو گجراتی کو، نیلوی کو اور بندیالوی وغیرہ وغیرہ کو معتزلی کہو کیونکہ ان لوگوں کے حق میں یہ مخلص ہیں اور

ان کا درد رکھتے ہیں اس لئے ان کا نام نہیں لیتے اور بچاؤ کیلئے ہمارے بزرگوں کا

نام استعمال کرتے ہیں۔

ایک کمزور سہارا:۔ جب ہمارے مفتیان کرام ان کو اس قسم کے غلط نظریات کی

وجہ سے اہل السنۃ والجماعت سے خارج کر کے اہل بدعت میں شمار کرتے ہیں تو یہ

لوگ حضرت سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ کی تقریر ترمذی المعروف

العرف الشذی کا سہارا لیتے ہیں اور ان کی ایک ادھوری عبارت پیش کر کے اپنے

آپ کو اہل سنت ثابت کرنے کی سعی ناتمام کرتے ہیں اولاً حضرت کشمیریؒ کی

عبارت کو ملاحظہ فرمائیے چنانچہ کشمیری لکھتے ہیں۔

''ثم لاهل السنة قولان قيل ان العذاب للروح فقط

وقيل للروح والجسد''

(العرف الشذی برحاشیہ ترمذی ص ۳۱۷)

یعنی پھر اہل سنت کے دو قول ہیں ایک یہ کہ عذاب قبر صرف اور صرف

روح کو ہوتا ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ عذاب قبر روح اور جسد دونوں کو ہوتا ہے

فرقہ مماتیہ کے لوگ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی اس عبارت سے یہ نتیجہ اخذ کر

لیتے ہیں کہ جو لوگ فقط روح کی جزاء سزا کے قائل ہیں وہ اہلسنت ہیں لیکن ان کا یہ

استدلال بچند وجوہ باطل ہے۔

اولاً گذارش ہے کہ حضرت شاہ صاحب وسیع النظر عالم تھے شاید ان کے معلومات

میں کوئی ایک آدھ آدمی ایسا گذرا ہے جو فقط روح کی جزا سزا کا قائل تھا اور وہ بظاہر

اہل السنۃ کے زمرہ میں شمار ہوتا تھا۔ اس لئے حضرت شاہ صاحب نے قولان فرمایا ورنہ حقیقت یہ ہے کہ جمہور اہلسنت کا قول یہی ہے کہ عذاب روح اور جسد دونوں کو ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ جمہور کی رائے کو ترجیح ہوتی ہے ایک آدھ آدمی کی رائے جمہور کے مقابلہ میں قابل قبول نہیں۔

ثانیاً:۔ حضرت شاہ صاحب نے متصل یہ تحریر فرمایا ہے کہ "والمشهور الثانی اختارهٔ اکثر شارحی الهدایة وهو المختار" (العرف الشذی برحاشیہ ص:۱۲۷)

یعنی مشہور یہی دوسرا قول ہے کہ عذاب روح اور جسد دونوں کو ہوتا ہے ھدایہ کے اکثر شارحین نے اسی کو پسند فرمایا ہے اور یہی مختار مذہب ہے تو جب حضرت شاہ صاحب نے دوسرے قول کو مختار مشہور اور اکثریت کا مذہب قرار دیا ہے تو پہلا قول اس کے مقابلہ غیر مختار غیر مشہور اور اقلیت کا مذہب ٹھہرے گا جب حضرت شاہ صاحب نے ہر لحاظ سے دوسرے قول کو راجح اور قول اول کو مرجوح قرار دیا ہے تو کیسے اسے اہلسنت کا قول قرار دیا جائے۔

ثالثاً:۔ حضرت شاہ صاحب مزید لکھتے ہیں "وان صار البدن ذرة فی الدنیا فان الشعور لکل شئٍ عند جمهور الامة وتفرد ابن حزم الأندلسی" (ایضاً) یعنی اگر بدن انسانی ذرہ ذرہ ہو کر دنیا میں پھیل جائے تو تب بھی جمہور امت کے نزدیک ہر چیز کو شعور حاصل ہے (لہٰذا بدن انسانی ہر حال میں قبر کی جزا سزا کو محسوس کرتا ہے) اور ابن حزم اندلسی نے اس کا انکار کر کے راہ تفرد اختیار کی ہے دیکھئے علامہ سید انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ اس پہلے قول کو ابن حزم کا تفرد

قرار دے رہے ہیں ظاہر ہے کہ تفرد تفرد ہوتا ہے وہ اہلسنت والجماعت کا مذہب نہیں بن سکتا۔

رابعاً، حضرت شاہ صاحبؒ نے جو دو قول نقل فرمائے ہیں ان میں پہلا قول ہے کہ عذاب فقط روح کو ہاتا ہے حالانکہ خود مماتیوں کا یہ مذہب نہیں ہے کہ عذاب فقط روح کو ہوتا ہے بلکہ یہ لوگ روح اور بدن مثالی کے عذاب کے قائل ہیں۔ بر سبیل تنزل اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ اہل سنت کے دو قول ہیں تو مماتیوں کا عقیدہ کسی قول کے بھی مطابق نہیں ہے نہ قول اول کے مطابق نہ قول ثانی کے مطابق ان کا عقیدہ تو ان دونوں اقوال سے مختلف ہے تو اب شاہ صاحب کی نقل کے مطابق بھی یہ لوگ اہلسنت میں شمار نہیں ہو سکتے باقی حضرت شاہ صاحب نے صوفیاء کا مذہب نقل کیا ہے کہ وہ حضرات بدن مثالی کے ساتھ عذاب کے قائل ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ حضرات صوفیاء کرام جسد مثالی کی تجویز کے ساتھ ساتھ جسد عنصری سے تعلق کے قائل ہیں اور جسد عنصری کی طرف اعادہ روح کے قائل ہیں روح اور جسد عنصری دونوں کی جزا سزا کے قائل ہیں۔ حتیٰ کہ سماع موتی کے بھی قائل ہیں جبکہ عصر ہذا کے معتزلہ جسم مثالی کو تجویز کر کے جسد عنصری کی طرف نہ اعادہ روح کے قائل ہیں نہ تعلق روح کے اور نہ ہی جسد عنصری کو جزا سزا میں شامل سمجھتے ہیں بلکہ ان سب امور کا انکار کرتے ہیں معلوم ہوا یہ لوگ حضرت شاہ صاحب کے جس قول کا سہارا لے کر اپنے آپ کو اہلسنت ثابت کرنا چاہتے ہیں حضرت شاہ صاحب کی اسی عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ

اہلسنت سے خارج ہیں کیونکہ ان لوگوں کا عقیدہ عذاب قبر نہ قول اول کے مطابق ہے نہ قول ثانی کے مطابق ہے اور نہ ہی قول صوفیاء کے مطابق ہے۔

تفہیم کا ایک اور طریقہ:

اگر اشاعت التوحید والے بضد ہیں کہ حضرت مولٰنا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے ہمیں اہل السنۃ میں شمار کیا ہے تو بندہ عاجز تفہیم کیلئے ایک اور طریقہ اختیار کرتا ہے لیکن ذرا پہلے بطور تمہید کے ایک بات ذہن نشین فرمالیں بات یہ ہے کہ سن 1998 عیسوی میں ایک کتاب بنام ''خس کم جہاں پاک'' اشاعت التوحید والسنۃ والوں کی طرف سے شائع ہوئی اس کتاب میں اشاعت التوحید والوں نے مولوی احمد سعید چترورگڑھی کے جماعت سے اخراج کے اسباب اور وجوہات بیان کیے ہیں اور منجملہ اسباب ایک یہ بھی ہے کہ مولوی احمد سعید جماعت کے اکابر کی توہین کرتا ہے ان کو گالیاں دیتا ہے اور ان پر شرک کفر اور ارتداد کے فتوے چسپاں کرتا ہے مثلاً جتوئی ضلع مظفر گڑھ کے ایک عالم ربانی حلفاً کہتے ہیں مولٰنا احمد سعید خاں نے حضرت مولٰنا قاضی شمس الدین رحمہ اللہ اور حضرت شاہ صاحب مدظلہ (عنایت اللہ شاہ صاحب) سن 84ء میں بے شمار گالیاں دی (خس کم جہاں پاک ص ۱۱٦) اور ایک مقام پر لکھا ہے کہ شیخ القرآن حضرت مولٰنا غلام اللہ خان رحمہ اللہ علیہ کو مولٰنا (احمد سعید) نے جی بھر کر گالیاں دیں کئی علماء اس واقعہ کے چشم دید گواہ ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم غلاف کعبہ کو ہاتھ میں تھام کر قسم کھا سکتے ہیں کہ احمد سعید نے شیخ کو ننگی گالیاں دی تھیں (خس کم جہاں پاک ص ۱۱٦) مزید لکھا

ہے کہ ''پیر طریقت حضرت شاہ جی مدظلہ کے بارے میں ایک سے زائد مقامات پر وہ یہ کہہ چکے ہیں کہ شاہ صاحب عمر کے اس حصہ میں ہیں جہاں ذہن کم ہی کام کیا کرتا ہے (خس کم جہاں پاک ص ۱۱۷) اور ایک مقام پر لکھا ہے کہ (احمد سعید کہتے ہیں) میرے نزدیک دیوبندی بریلوی سب مشرک کافر ہیں دونوں لا الہ الا اللہ کے مخالف ہیں (خس کم جہاں پاک ص ۱۳۵) اسی طرح اسی کتاب کے ص '۱۴' اور صفحہ '۵۷' پر لکھا ہے کہ احمد سعید چتروڑگڑھی نے سید عنایت اللہ شاہ گجراتی کو مرتد بنایا۔

آمدم برسر مطلب:۔ اب مذکورہ بالا حوالہ جات کو سامنے رکھ کر اگر کوئی شخص یہ رائے قائم کرے ''ثم لاہل الاشاعۃ فی عنایۃ اللہ شاہ گجراتی قولان، الاول کافر مشرک مرتد'' الثانی ''امام الموحدین'' اب اہل اشاعت اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ یہ پہلا قول اہل اشاعت کا تصور ہوگا کیا اس قول کی اہل اشاعت کی طرف نسبت درست ہوگی یا وہ اس قول کو ایک شخص کا تفرد کہہ کر رد کر دیں گے تو جس طرح اہل اشاعت کے ہاں یہ پہلا تفرد ہونے کی وجہ سے مردود ہے اور جمہور اشاعت التوحید والسنۃ کا مذہب یہی دوسرا قول ہے اسی طرح حضرت سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری کی عبارت کا مطلب سمجھیئے کہ انہوں نے دوسرے قول کو مختار اور جمہور اہل سنت کا مذہب قرار دے کر پہلے قول کو تفرد قرار دیا ہے لھذا یہ پہلا قول مردود ہے۔

ایک اور کمزور سہارا:

یوں تو اشاعت التوحید والسنۃ ہمارے تمام اکابر دیوبند کثر اللہ سوادھم کو

جب جبراً اور ظلماً اپنا ہم مسلک بتاتے پھرتے ہیں قطع برید کر کے یا پھر تاویل القول بمالا یرضی بہ القائل کا ارتکاب کر کے ان کی بعض عبارتیں بھی پیش کر کے یہ تأثر دیتے ہیں کہ وہ ہمارے ہم مسلک اور ہم خیال تھے حالانکہ یہ سفید جھوٹ ہے اور اس سفید جھوٹ کے جواب میں بندہ عاجز نے ایک کتاب تحریر کی ہے (اللہ کرے جلد شائع ہو جائے) جس میں بندہ عاجز نے اپنے تمام اکابر حضرت مولٰنا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ سے لے کر حضرت مولٰنا مفتی محمود رحمہ اللہ تک تمام بزرگوں کا عقیدہ اور مسلک بیان کیا ہے کہ یہ سب حضرات عذاب قبر کی صحیح صورت کے، حیات الانبیاء علیہم السلام کے اور عام موتٰی کے سماع فی الجملہ کے قائل تھے۔ یہاں تمام اکابر کے ان تین مواقف کے بیان کرنے کی تو گنجائش نہیں ہے لیکن حضرت مولٰنا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کے موقف کو بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ یہ لوگ ان کی ایک کتاب دو ''اشرف الجواب'' کو زیادہ پیش کرتے ہیں لہٰذا ضرورت ہے اس بات کی کہ حضرت حکیم الامت کا عقیدہ مختصر لفظوں میں بیان کر دیا جائے تاکہ کوئی ساتھی مغالطہ میں نہ رہے حضرت تھانوی رحمہ اللہ بلاشبہ جسد مثالی کا اپنی تصنیفات میں بکثرت تذکرہ فرماتے ہیں لیکن وہ جسد عنصری کے ساتھ روح کا تعلق مانتے ہیں اور اسی قبر میں اعادہ روح کے قائل ہیں اور روح اور جسد عنصری دونوں کے عذاب وثواب کے قائل ہیں چنانچہ حضرت حکیم الامت لکھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کیلئے بہت کچھ شرف حاصل ہے کیونکہ جسد اطہر اس کے اندر موجود ہے بلکہ حضور خود یعنی جسد مع تلبس روح اس کے اندر تشریف رکھتے ہیں کیونکہ آپ قبر میں زندہ ہیں۔

تفصیلات کے لیے اشرف الجواب ص ۲۵۰ تا ۲۵۳ کا مطالعہ فرمائیں۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں اصل قرار تو جنت میں ہو اور قبر میں اصل قرار نہ ہو کچھ تعلق جسد سے ہو خواہ وہ جسد اصلی حالت پر یا مستحیل ہو گیا ہو اور یہ تعلق صرف اتنا ہو جس سے ادراک نعیم والم کا ہو سکے (امداد الفتاوئ جلد ۵ ص ۴۱۸)

مزید لکھتے ہیں اور اعیدوہ کی دلالت اس پر کہ روح ارض سے پیدا ہوئی غیر مسلم ہے کیونکہ اس کی توجیہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس کو زمین کی طرف اس لئے لے جاؤ کہ اس کا بدن خاکی ہے جس کا وہاں رہنا حکمت ہے (امداد الفتاوئ جلد ۵ ص ۴۱۸، ۴۱۹)

حضرت تھانویؒ مزید لکھتے ہیں کہ ''تعذیب و تنعیم کی مدرک روح ہے اصالتاً نہ جسد مگر تبعاً۔ امداد الاحکام جلد اول ص ۸۳۹ میں لکھا ہے کہ باقی عذاب قبر جسم عنصری اور جسم مثالی دونوں پر ہوتا ہے معلوم ہوا کہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ قطعاً ان لوگوں کے ہم خیال نہیں تھے اور نہ ہی یہ لوگ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ہم مسلک ہیں ان لوگوں کے عقائد مخصوصہ میں علماء دیوبند اہل السنۃ والجماعت کا کوئی ایک بھی عالم دین ان سے متفق نہیں ہے۔

عقلی شبہات ووساس:۔

عقیدہ عذاب قبر پر بعض لوگ عقلی شبہات وارد کر کے اس عقیدہ کو کمزور کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن یہ بھی بچند وجوہ باطل ہے۔

اولاً: اس لیے کہ اسلام میں عقل شریعت کے تابع ہے نہ کہ شریعت عقل کے تابع لہٰذا

جو حقائق کتاب وسنت سے ثابت شدہ ہیں ان کو عقلی شبہات کی وجہ سے ٹھکرا دینا ایک مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔

ثانیاً: عقیدہ عذاب قبر اور اس قسم کے دوسرے عقائد عالم غیب سے تعلق رکھتے ہیں غیب کی چیزیں عقل کے خلاف نہیں البتہ عقل سے ماوراء ہیں چونکہ وحی سے یہ امور ثابت ہیں لہٰذا ان غیبی امور پر ایمان لانا ضروری ہے۔

ثالثاً: عقیدہ عذاب قبر پر اعتراضات کر کے اس کو مسترد کرنے والے دشمنان اسلام ہیں لھذا کسی مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ دشمنان اسلام کی اعتراض بازی سے مرعوب ہو کر کسی اسلامی عقیدہ کو رد کر دے یا اس کی تاویل کر دے بلکہ اس کا فرض یہ ہے کہ اس عقیدہ کو اپنی صحیح صورت پر برقرار رکھ کر دشمنان اسلام کے اعتراضات کا جواب دے۔

رابعاً: دشمنان اسلام کے یہ شبہات ووساوس صرف عقیدہ عذاب قبر پر وارد نہیں ہوتے بلکہ یہ لوگ دوزخ بہشت، قیامت وزن اعمال حوض کوثر وغیرہ عقائد اسلامیہ پر بھی اعتراضات کرتے ہیں کیا ان کے اعتراضات سے ڈر کر ان عقائد اسلامیہ کا انکار کر دیا جائے گا؟ اعتراض کرنے والے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج پر بھی اعتراض کرتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بن باپ پیدا ہونے پر بھی اعتراض کرتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے اور انکے نزول پر بھی اعتراض کرتے ہیں تو کیا ان عقائد کو عقلی شبہات کی وجہ سے مسترد کر دیا جائے گا؟

اسی طرح حضرات انبیاء کرام کے معجزات اور حضرات اولیاء کرام کی کرامات جو قرآن مجید میں بکثرت مذکور ہیں ان سب پر ملحدوں اور زندیقوں کو اعتراض ہے کہ یہ عقل کے خلاف ہیں تو کیا معجزات اور کرامات کا انکار کر دیا جائے گا۔

خامسا: منکرین عذاب قبر کی بنیادی غلطی یہی ہے کہ یہ لوگ قبر و برزخ کے حالات کو عالم دنیا کے حالات پر قیاس کر کے انکار کر بیٹھتے ہیں اگر یہ لوگ عالم آخرت کے حالات کو بھی عالم دنیا کے حالات پر قیاس کریں گے تو آخرت کا بھی انکار کر بیٹھیں گے کیونکہ یہ ایک بنیادی غلطی ہے جس میں یہ بیچارے مبتلا ہیں ان لوگوں کو چاہیئے عالم قبر و برزخ کو سمجھنے کیلئے عالم خواب میں غور کریں تو ان کے تمام شبہات اور وساوس خود بخود کافور ہو جائیں گے اس سلسلہ میں حضرت مولنا محمد منظور لکھنویؒ کی کتاب معارف الحدیث جلد 1 باب العقائد بحث عذاب قبر و برزخ کا مطالعہ نہایت ہی مفید ثابت ہوگا۔

سادسا: جبکہ ان لوگوں کے عقلی شبہات کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالٰی قادر مطلق ہیں مردہ جس حال میں بھی ہے اللہ تعالٰی اس کو جزاء سزا دے سکتا ہے تو یہ لوگ بڑی سادگی سے کہہ دیتے ہیں کہ ہاں قادر ہے لیکن قانون نہیں ہے وہ اس طریقہ جواب سے قانون اور قدرت میں تضاد بتانا چاہتے ہیں حالانکہ ہر جگہ ایسا نہیں ہوتا بلکہ بعض مقامات پر قانون اور قدرت کا حسین امتزاج بھی ہوتا ہے دیکھئے نطفہ سے بچہ پیدا کرنا اللہ تعالٰی کی قدرت اور قانون کا حسین امتزاج ہے اسی طرح بھینس کے پیٹ میں بھوسے اور چارے سے دودھ بن جانا اللہ تعالٰی کی

قدرت اور قانون کا حسین امتزاج ہے وغیرہ وغیرہ لہٰذا ہر جگہ قانون اور قدرت میں تضاد سمجھنا ان لوگوں کی کج فہمی کا نتیجہ ہے عذاب قبر کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے قانون کا حسین امتزاج ہے ایک طرف اللہ عذاب دینے پر قادر ہے اور دوسری طرف مردہ انسان مجرم ہے اور مجرم کو سزاء دینا قانون خداوندی ہے یہاں قانون اور قدرت کا کوئی تضاد نہیں ہے۔

آخری گذارش:

بندہ عاجز نے یہ چند صفحات حضرات مفتیان کرام کے فتاویٰ سے پہلے بطور توضیح کے لکھ دیئے ہیں امید ہے کہ عذاب قبر کی صحیح صورت پر وارد ہونے والے جملہ شبہات کا ان سے ازالہ ہو جائیگا اگر کوئی شبہ ایسا ہے جس کا جواب یہاں نہیں مل رہا تو آپ بندہ عاجز کی تالیفات قبر کی زندگی، اسلام کے نام پر ہوای پرستی، ایک سو چار سوالات اور منکرین حیات قبر کی خوفناک چالیں، کا مطالعہ فرمائیں۔ انشاء اللہ شبہ دور ہو جائیگا اگر کتابوں سے مسئلہ حل نہیں ہو رہا تو بندہ عاجز تا دم زیست آپکی خدمت کیلئے ہر وقت اور بروقت حاضر ہے اور جب بندہ عاجز عالم قبر و برزخ میں چلا جائے گا تو علمائے دیوبند کے رضا کاروں کا ایک ایک مخلص فرد آپ کی تسلی تشفی کرانے کیلئے ہر جگہ موجود ہوگا انشاء اللہ و اللہ یهدی الیہ من ینیب

میرا مقصد اصلاح اور اکابر علمائے اہلسنت دیوبند کے مسلک کی ترجمانی ہے اگر میں نے ان صفحات پر اپنے اکابر کے مسلک کی ترجمانی کی ہے تو یہ میرے لئے دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے اور اگر میں اپنے اکابر کی ترجمانی نہیں کر سکا اور

میری قلم سے کوئی ایسی بات نکل گئی جو اکابر کے مسلک کے خلاف ہے تو میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر ہر ایسی بات سے رجوع کرتا ہوں بلکہ توبہ کرتا ہوں جو مسلک اکابر کے خلاف ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کام میں خلوص عطاء فرمائے مجھے اور میری تمام اولاد کو اکابر کے مسلک پر استقامت نصیب فرمائے اور میرا خاتمہ ایمان پر ہو جائے۔ آمین یارب العلمین

صلی اللہ تعالیٰ علی محمد و الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین الی یوم الدین

صلوٰۃً تنجینا بھا من جمیع الأھوال والآفات وتقضی لنا بھا جمیع الحاجات وتطھرنا بھا من جمیع السیئات وترفعنا بھا عندک اعلی الدرجات وتبلغنا بھا اقصی الغایات من جمیع الخیرات فی الحیوٰۃ وبعد الممات۔ انک علی کل شیءٍ قدیر

اللھم صلی علیٰ روح محمد فی الارواح

اللھم صلی علیٰ جسد محمد فی الاجساد

اللھم صلی علیٰ قبر محمد فی القبور الی یوم النشور وبعد النشور بعدد من قعد وقام وبعدد من صلی وصام

فقط...... ابو احمد نور محمد تونسوی قادری خادم جامعہ عثمانیہ

ترنڈہ محمد پناہ تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان

۶ صفر المظفر ۱۴۲۸ھ بمطابق 23 فروری 2007ء

اب پہلے میرا سوال پڑھیے پھر حضرات مفیان کرام کے جوابات

سوال

محترم ومکرم حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذارش ہے کہ ہمارے شہر میں ایک صاحب پیش امام ہیں۔ لوگوں کو نمازیں پڑھاتے ہیں اور عذاب قبر کے متعلق وہ اپنا عقیدہ یوں بیان کرتے ہیں کہ عذاب قبر حق ہے۔ اور جو اس کو نہ مانے وہ کافر ہے لیکن قبر زمین کے اس حصہ (گڑھا) کو نہیں کہتے جس میں مردہ جسم کو دفن کیا جاتا ہے۔ بلکہ قبر سے مراد روح کی قبر ہے جسے علیین اور سجین کہا جاتا ہے اور اسے برزخ بھی کہا جاتا ہے۔ وہاں روح کو ایک اور جسم مہیا کیا جاتا ہے جس کو جسد مثالی کہا جاتا ہے تو وہاں برزخی قبر میں روح اور مثالی جسد سے سوال نکیرین ہوتا ہے اور وہاں جزاء سزاء کا سلسلہ قیامت تک جاری رہتا ہے باقی رہا یہ جسد عنصری نہ تو اس کی طرف اعادہ روح ہوتا ہے اور نہ ہی روح کا اس سے کوئی علاقہ اور تعلق رہتا ہے۔ اور نہ ہی اس سے سوال ہوتا ہے اور نہ ہی اس کو رنج وراحت محسوس ہوتی ہے اور نہ ہی اس میں کسی قسم کی حیات ہے بلکہ اس ارضی قبر میں پڑے ہوئے جسد عنصری میں کسی قسم کی حیات ماننا اور روح کا تعلق ماننا قرآن وحدیث کے خلاف ہے یہ ہے پیش امام صاحب کا عذاب قبر کے متعلق عقیدہ اور نظریہ۔

اب سوال یہ ہے کہ عذاب قبر کی یہ تشریح صحیح ہے یا غلط؟ اہل سنت

والجماعت کے عقیدہ کے موافق ہے یا مخالف؟ کیا علمائے دیوبند کے نظریات بھی اسی طرح ہیں؟ اگر عذاب قبر کی یہ تشریح غلط ہے تو ایسے شخص کی اقتداء میں نماز ادا کرنا صحیح ہے یا نہ؟ اگر اس کے پیچھے نماز اداء نہیں ہوتی تو جو نمازیں اب تک پڑھی جا چکی ہیں وہ واجب الاعادہ ہیں یا نہ؟

بینوا توجروا

السائل

ابو احمد نور محمد تونسوی قادری

خادم جامعہ عثمانیہ ترنڈہ محمد پناہ تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان

۱۲ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ بمطابق 27 مارچ ۲۰۰۷ء

جواب (۱)

از دارالافتاء جامعہ مخزن العلوم خانپور ضلع رحیم یار خان۔

قبر کا اصل مصداق یہی گڑھا ہے جس میں مردہ کو دفن کیا جاتا ہے۔ قرآں وحدیث اور فقہ میں یہ لفظ اسی گڑھے کے لئے استعمال ہوا ہے۔ البتہ بدن اگر مدفون نہ بھی ہو جہاں ہو خواہ درندوں کے پیٹ میں ہو تو یہ اس کے لئے بحکم قبر ہے

☆ قرآن پاک میں ہے...... **ولا تصل علیٰ احد منهم مات ابداً ولا تقم علیٰ قبره. سورة توبه آیت ۸۴.**

☆ حدیث پاک میں ہے......

عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه قال مر النبی ﷺ بقبرین فقال انهما یعذبان وما یعذبان فی کبیرا ما احدهما فکان لا یستتر من البول واما الأخر فکان یمشی بالنمیمة ثم اخذجریدة رطبة فشقه نصفین فغرز فی کل قبر واحدة قالوا یا رسول الله لم فعلت هذا قال لعله یخفف عنهما مالم ییبسا.

(بخاری ص ۳۵ جلد ۱. مسلم ص ۱۴۱ جلد ۱. نسائی ص ۱۲ ج ۱

☆ **وعن زید بن ثابت قال بینما رسول الله ﷺ فی حائط لبنی النجار علی بغلة له ونحن معه اذحادت به فکادت تلقیه واذا اقبر ستة او خمسة**

فقال من یعرف اصحاب هذه الاقبر قال رجل انا قال متیٰ ماتوا قال فی الشرک فقال ان هذه الامة تبتلی فی قبورها فلولا ان لا تدافنوا لدعوت الله ان یسمعکم من عذاب القبر الذی اسمع منه . مشکوٰة ص ۲۵ ج ۱۔

کتب فقہ میں قبر کی کھودائی اور بغیر نماز جنازہ پڑھے کسی مسلمان کو دفن کر دیا ہو اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کے احکام بیان کیے گئے ہیں (کما فی عامۃ الکتب) اس سے مراد یہی ارضی قبر ہے ان حوالہ جات میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اہل علم میں سے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ آنحضرت ﷺ کو قرآن پاک میں سجین پر کھڑے ہونے سے منع کیا گیا ہے۔ یا آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام کا گذر سجین کے اوپر سے ہوا ہے یا فقہاء کرام نے علیین و سجین میں نماز جنازہ پڑھنے کے احکام بیان فرمائے ہیں۔ بلکہ قرآن و حدیث اور فقہ میں جہاں بھی قبر کا ذکر آیا ہے اس سے یہی ارضی قبر مراد لی جاتی ہے جمہور مسلمان، ائمہ اربعہ، اہلسنت والجماعت علماء دیوبند کا اجماعی عقیدہ ہے کہ راحت و عذاب قبر بدن عنصری اور روح دونوں کو ہوتا ہے بدن میں بہ تعلق روح نوع من الحیاۃ ہوتی ہے جس سے وہ راحت و عذاب کا ادراک کرتا ہے۔ اس پر کتب معتبرہ میں سے چند حوالہ جات ذکر کیے جاتے ہیں

مفسرین اور عقیدہ راحت و عذاب قبر

☆...... قرآن مجید میں ہے یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت فی

الحیٰوۃ الدنیا وفی الاٰخرہ ۔ (سورۃ ابراہیم آیت ۲۷)

اس آیت کے تحت مفسرین نے اس مسئلہ کو اچھی طرح بیان فرمایا ہے اور علامہ آلوسیؒ نے سورۃ روم میں چنانچہ روح المعانی میں ہے والجمہور علیٰ عود الروح الی الجسد او بعضہ وقت السوال لا یحس بہ اھل الدنیا الا من شاء اللہ تعالیٰ......ص ۵۷ ج ۲۱۔ واضح ہو کہ جمہور سے مراد جمہور امت ہے۔

☆ تفسیر ابن کثیر (عربی) میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے سورہ ابراہیم کی مذکورہ آیت کے تحت احادیث کی روشنی میں اعادہ روح اور راحت وعذاب کا ملنا بڑی صراحت اور تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ (ص ۵۳۱ ج ۲)

☆ تفسیر مظہری (عربی) میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ نے مذکورہ آیت کے تحت وفی الاٰخرۃ کی تفسیر فرمائی ہے یعنی اذا سئلوا فی القبور انہوں نے بھی اس آیت کے تحت مردہ کو اسی قبر میں عذاب و ثواب۔ اعادہ لوٹنے والوں کی جوتیوں کی آواز کا سننا اور سوال وجوابات کی روایت جمع فرمائی ہیں۔ (ص ۲۶۸ ج ۵)

☆ معارف القرآن میں حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ مفتی اعظم پاکستان مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں حدیث میں ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب قبر میں مؤمن سے سوال کیا جائے گا تو ایسے ہولناک مقام اور سخت حال میں بھی وہ بتائید ربانی اس کلمہ پر قائم رہے گا، اور لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کی شہادت دے گا۔ اسی طرح تقریباً چالیس صحابہ کرامؓ رضی اللہ عنہ سے بہ اسانید کے ساتھ اسی مضمون کی حدیثیں منقول ہیں جن کو شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنے

منظوم رسالہ، التثبیت عند التبییت میں اور شرح الصدور میں ستر احادیث کا حوالہ نقل کر کے ان روایات کو متواتر فرمایا ہے، ان سب حضرات صحابہ کرام نے آیت مذکورہ میں آخرت سے مراد قبر اور اس آیت کو قبر کے عذاب وثواب سے متعلق قرار دیا۔ مرنے اور دفن ہونے کے بعد قبر میں انسان کا دوبارہ زندہ ہو کر فرشتوں کے سوالات کا جواب دینا، پھر اس امتحان میں کامیابی اور ناکامی پر ثواب یا عذاب کا ہونا قرآن مجید کی تقریباً دس آیات میں اشارۃ اور رسول کریم ﷺ کی ستر احادیث متواترہ میں بڑی صراحت ووضاحت کے ساتھ مذکور ہے۔ جس میں مسلمان کو شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ (ص ۲۴۸ ج ۵)

محدثین اور عقیدہ راحت وعذاب قبر

☆ امام نوویؒ شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں۔

اعلم ان مذهب اهل السنة اثبات عذاب القبر وقد تظاهرت عليه دلائل الكتاب والسنة قال الله تعالىٰ النار يعرضون عليها غدوا وعشياً الأية وتظاهرت به الاحاديث الصحيحه عن النبى ﷺ من رواية جماعة من الصحابة فى مواطن كثيرة ولا يمتنع فى العقل ان يعيد الله تعالىٰ الحيوٰة فى جزء من الجسد ويعذبه واذالم يمنعه العقل وورد الشرع به وجب قبوله واعتقاده. والمقصود ان مذهب اهل السنة اثبات

عـذاب الـقبـر كـمـا ذكـرنـا خـلافاً للخوارج ومعظم الـمعتـزلة وبـعـض الـمـرجـنة فانهم نفواذالک . ثم الـمـعـذب عند اهل السنة الجسد بعينه او بعضه بعد اعـادة الـروح اليه اوالىٰ جزء منه وخالف فيه محمد بـن جرير وعبد الله بن كذام وطائفة فقالوا لا يشترط اعـادة الـروح . قـال اصـحـابـنا هٰذا فاسد لان الالم والا حسـاس انـمـا يـكون فى الحى قال اصحابنا ولا يـمنـع ذالک كـون االـميـت قد تفرقـت اجـزاء ه كمانشاهد فى العادة اواكلته السباع او حيتان البحر او نحو ذالک فكما ان الله تعالىٰ يعيده للحشر وهو سبـحـانـه وتعالىٰ قادر علىٰ ذالک فكذا يعيد الحيوٰة الى جزء منه او اجزاء وان اكلته السباع والحيتان۔ (ج۲ص۳۸۵_۳۸۶)

☆ فتح الباری میں شیخ الاسلام حافظ ابن حجر العسقلانی" فرماتے ہیں،

وذهب ابن حزم وابن هبيره الىٰ ان السؤال يقع على الـروح فـقـط مـن غيـر عـود الـى الـجـسـد وخـالفهم الجمهور فقالوا تعاد الروح الى الجسد او بعضه كما ثبت فـى الـحديث ولو كان على الروح فقط لم يكن لـلـبـدن بـذالک اختصاص ولا يمنع من ذالک كون

المیت وقد تتفرق اجزاؤہ لا ن اللہ قادر ان یعید الحیوٰۃ الیٰ جزء من الجسد ویقع علیہ السوال کما ہو قادر علیٰ ان یجمع اجزاء ہ والحامل للقائلین بان السؤال یقع علی الروح فقط ان المیت قد یشاھد فی قبرہ حال المسئلۃ لا اثر فیہ من اقعاد ولا غیرہ ولا ضیق فی قبرہ ولا سعۃ وکذٰلک غیر المقبور کا لمصلوب وجوابھم ان ذٰلک غیر ممتنع فی القدرۃ بل لہ نظیر فی العادۃ وھو النائم فانہ یجدلذۃ والما لا یدرکہ جلیسہ بل الیقظان قدیدرک ألما او لذۃ لما یسمعہ او یفکر فیہ ولا یدرک ذٰلک جلیسہ وانما اتی الغلط من قیاس الغائب علی الشاھد واحوال مابعد الموت علی ما قبلہ والظاھر ان اللہ تعالیٰ صرف ابصار العباد واسماعھم عن مشاھدۃ ذٰلک وسترہ عنھم ابقاء علیھم لئلا یتدافنوا ولیست للجوارح الدنیویۃ قدرۃ علیٰ ادراک أمور الملکوت الا من شاء اللہ وقد ثبتت الاحادیث بما ذھب الیہ الجمھور کقولہ انہ یسمع خفق نعالھم وقولہ تختلف اضلاعہ لضمۃ القبر وقولہ یسمع صوتہ اذا ضربہ بالمطراق وقولہ یضرب بین اذنیہ وقولہ فیقعدانہ

وکل ذلک من صفات الاجساد۔ (ص۱۸۵تا۱۸۶ج۳)

☆ مرقات میں حضرت ملا علی القاریؒ نے امام نوویؒ کی مذکورہ بعینہ عبارت نقل فرمائی ہے.

قال الامام نوویؒ مذهب اهل السنة اثبات عذاب القبر (الخ وفيه) فان قيل نحن نشاهد الميت علىٰ حاله فكيف يسئل ويقعد ويضرب ولا يظهر اثر فالجواب انه ممكن وله نظير فى الشاهد وهو النائم فانه يجدلذة وألما يحسه ولا نحسه وكذا يجد اليقظان لذة وأما يسمعه ويتفكر فيه ولا يشاهد ذلک جليسه وكذلک كان جبريل يأتى النبى ﷺ فيوحى بالقرآن المجيد ولا يراه اصحابه۔ (ص۱۹۷ج۱)

نیز ملا علی قاریؒ نے حدیث ابی هريرة رضی اللہ عنہ کی وضاحت کچھ یوں فرمائی ہے۔

عن ابى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ اذا قبر الميت اى دفن وهو قيد غالبى والا فالسؤال يشمل الاموات جميعها حتى ان من مات واكلته السباع فان الله تبارک وتعالىٰ يعلق روحه الذى فارقه بجزئه الاصلى الباقى من اول عمره الىٰ آخره

استمر علیٰ حاله حالتی النمو والذبول الذی تتعلق به الروح اولا فیحیا ویحیا بحیاته سائر اجزاء البدن یسئل فیثاب او یعذب ولا یستبعد ذٰلک فان الله تعالیٰ عالم بالجزئیات والکلیات کلها حسب ما هی علیها فیعلم الاجزاء بتفاصیلها ویعلم مواقعها ومحالها ویمیز بین ما هو اصل وفصل ویقدر علیٰ تعلیق الروح بالجزاء الاصلی منها حالة الانفراد وتعلیقه به حال الاجتماع فان البنیة عند نالیست شرطا للحیاة بل لا یستبعد تعلیق ذالک الروح الشخص الواحد بکل واحد من تلک الاجزاء المتفرقة فی المشارق والمغارب . (ص۲۰۳ج۱)

ان عبارتوں سے ثابت ہوا ائمہ اربعہ کا یہ اتفاقی مسئلہ ہے کہ بدن جہاں بھی ہو جس شکل میں ہو روح کا بدن عنصری کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور راحت وعذاب دونوں کو ہوتا ہے۔

متکلمین اور عقیدہ راحت وعذاب قبر

☆ شرح فقہ اکبر میں ہے فقہ اکبر امام اعظم ابوحنیفہؒ کی تصنیف ہے۔ فرماتے ہیں

وسوال منکر ونکیر حق کائن فی القبر . واعادة الروح الی الجسد فی قبره حق . وضغطة القبر حق

وعذابه حق. كائن للكفار كلهم ولبعض عصاة المؤمنين حق جائز. (ص ۳۸)

☆ شرح عقائد میں ہے۔

وانكر عذاب القبر بعض المعتزلة والروافض لان الميت جماداً لا حيوٰة له ولا ادراك فتعذيبه محال والجواب انه يجوز ان يخلق الله تعالىٰ فى جميع الاجزاء اوبعضها نوعا من الحيوٰة قدر ما يدرك الم او لذة التنعيم وهذا الا يستلزم اعادة الروح الىٰ بدنه ولا ان يتحرك ويضطرب اويرىٰ اثر العذاب عليه حتى ان الغريق فى الماء والماكول فى بطون الحيوانات والمصلوب فى الهواء يعذب وان لم نطلع عليه ومن تامل فى عجائب ملكه وملكوته وغرائب قدرته وجبروته لم يستبعد امثال ذٰلك فضلاً عن الاستحالة (ص ۷۷ تا ۷۸) وفى حاشيته ويكون الروح متصلا بالجسد وكذا اذا صارترا بايكون روحه بترابه والروح والتراب يتالم (۷۶)

☆ نیز اس میں جامع المعقول والمنقول عمدة المتکلمین والمحققین العلامة محمد عبدالعزیز الفرهاریؒ فرماتے ہیں۔

عذاب القبر والمراد به عذاب يكون بعد الموت قبل البعث سواء

كان الميت مقبوراً ام لا وانما اضيف الى القبر نظراً على الغالب .

(ص ۲۰۵)

☆ رمضان آفندی میں ہے.

وعذاب القبر اى العذاب قبل الحشر ولوفى قعر البحروحواصل الطيور وبطون السباع اى من اصول اهل الحق ان عذاب القبر ثابت (ص ۲۲۱)

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

اتفق اهل الحق علىٰ انه تعالىٰ يعيد فى القبر حيوٰة

(رمضان آفندی ۲۲۵)

☆ خیالی شرح عقائد میں ہے۔

جوز بعضهم تعذيب غير الحى ولا شك انه سفسطة واما تعذيب الماكول بخلق نوع من الحيوٰة فى بطن الاكل فواضح الامكان كدودة فى الجوف وفى خلال البدن فانها تتألم وتتلذذ بلا شعورمنا -

(ص ۱۱۸)

☆ کتاب الروح میں ہے۔

الروح لم تزل متعلقة ببدنها وان بلى وتمزق وسر ذٰلک ان الروح لها بالبدن خمسة انواع من التعلق متغائرة الاحكام . احدها . تعلقها به فى بطن الام

جنينا ، الثانى ، تعلقهابه بعد خروجه الى وجه الارض ، الثالث ، تعلقها به فى حال النوم فلها به تعلق من وجه ومفارقة من وجه الرابع ، تعلقها به فى البرزخ فانها وان فارقته وتجردت عنه فانها لم تفارقه فراقا كليا بحيث لا يبقى لها التفات اليه البتة وقد ذكرنا فى اول الجواب من الاحاديث والآثار ما يدل على ردها اليه وقت سلام المسلم وهذا الرد اعادة خاصة لا يوجب حياة البدن قبل يوم القيامة ، الخامس ، تعلقها به يوم بعث الاجساد وهو اكمل انواع تعلقها بالبدن ولا نسبة لما قبله من انواع التعلق اليه اذهو تعلق لا يقبل البدن معه موتا ولا نوما ولا فسادا (ص ٦٧)

وفيه هل عذاب القبر على النفس والبدن او على النفس دون البدن . او على البدن دون النفس ، وهل يشارك البدن النفس فى النعيم والعذاب ام لا وقد سئل شيخ الاسلام عن هذه المسئلة ونحن نذكر لفظ جوابه فقال بل العذاب والنعيم على النفس والبدن جميعا باتفاق اهل السنة والجماعة

(ص ٧٩)

مذکورہ بالا حوالہ جات میں اہل سنت والجماعۃ کے موقف کی صراحت ہے۔ روح کا بدن کے ساتھ تعلق رہتا ہے عذاب وراحت دونوں کو ہوتا ہے۔

فقہاء اسلام اور عقیدہ راحت وعذاب قبر

☆...... ہدایہ میں ہے۔

ومن یعذب فی القبر یوضع فیہ الحیوٰۃ فی قول العامۃ۔ (ص۴۸۴ ج۲)

☆......بحر میں بھی اسی طرح ہے۔

ومن یعذب فی القبر یوضع فیہ الحیوٰۃ فی قول العامۃ (ص۳۶۳ ج۴)

☆......شامی میں ہے۔

قال اهل السنة والجماعة عذاب القبر حق وسوال منكر ونكير وضغطة القبر حق. فيعذب اللحم متصلاً بالروح والروح متصلا بالجسم فيتألم الروح مع الجسد وان كان خارجا عنه (ص۱۶۵ ج۲)

اور دوسری جگہ ہے۔ ولا یرد تعذیب المیت فی قبرہ لانہ توضع فیہ الحیوٰۃ عند العامۃ بقدر ما یحس بالألم والبنیۃ لیست بشرط عند اهل السنۃ بل تجعل الحیوٰۃ فی تلک الأجزاء متفرقۃ التی لا یدرکها البصر (ص۸۳۵ ج۳)

اکابرین علماء دیوبند اور عقیدہ راحت وعذاب قبر

☆......فتاوی دار العلوم دیوبند میں ہے۔قبر میں بھی روح کا تعلق رہتا ہے اور مستقر اصل اس کا علیین یا سجین ہے۔عذاب روح پر مع جسم کے ہوتا ہے جیسا کہ ظاہر احادیث سے ثابت ہے۔ (ص ۴۲۶ تا ۴۲۷ ج ۵)

☆......امداد الفتاوی میں حضرت تھانوی تفصیل جواب میں فرماتے ہیں۔اسی جگہ اس کو عذاب وضغطہ ہوتا رہتا ہے خواہ جسد کہیں ہو اور درندوں نے کھالیا ہو یا سوختہ ہو کر متفرق ہو گیا ہو البتہ اجزائے جسدیہ کے ساتھ اس کو کچھ تعلق رہتا ہے اس تعلق کی وجہ سے ان اجزاء میں بھی اگر اس قدر حیات باقی رہے جس سے عذاب وثواب کا اثر جسد پر بھی آجاوے تو کچھ بعید نہیں۔ (ص ۱۲۸ ج ۶)

☆......خیر الفتاوی میں ہے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ راحت وعذاب قبر روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے۔ائمہ اربعہ اس پر متفق ہیں۔معتزلہ اور روافض کا عقیدہ ہے کہ راحت وعذاب قبر فقط روح پر ہے۔ (تفصیل جلد ا صفحہ ۱۸۱ تا ۱۸۴)

ان حوالہ جات سے واضح ہو گیا جمہور مسلمان، ائمہ، اربعہ، اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کا متفق علیہ عقیدہ ہے کہ عذاب وثواب روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے اور روح کا بدن کے ساتھ ایک قسم کا تعلق ہوتا ہے جس کی وجہ سے نوع من الحیاۃ حاصل ہوتی ہے جسم خواہ قبر میں ہو یا کسی اور جگہ ہو یا جس شکل میں بھی ہو اس حیات کی وجہ سے روح پر وارد ہونے والی کیفیات کا ادراک کرتا ہے یہ احکام عام قبر کے ساتھ خاص نہیں بلکہ بدن اور روح کے ساتھ خاص ہیں اور قبر کا ذکر کتب

میں غالب کے اعتبار سے ہے کیونکہ عام طور پر مردہ کو دفن کیا جاتا ہے انہیں احکام
کے عموم کو بیان کرنے کے لئے بعض سلف نے قبر سے مجازاً عالم برزخ مراد لیا ہے
ان کا مقصد بدن کے ساتھ روح کے تعلق کی نفی کرنا ہرگز نہیں ہے اسی طرح بعض
صوفیاء نے جسد مثالی پر وقوع عذاب کا قول اختیار کیا ہے ان کا مقصد بھی اجزاء
الجسم کے ساتھ تعلق روح کی نفی کرنا نہیں ہے بلکہ وہ جمہور کے ساتھ ہیں البتہ انہوں
نے روح کا جسم خاکی کے اجزاء سے تعلق تسلیم کرنے کے ساتھ ایک زائد چیز کا قول
اختیار کیا ہے۔ غالباً صوفیاء نے یہ قول عامۃ الناس کی فہم کی خاطر مشہور اشکال (کہ
جسم جب ریزہ ریزہ ہو جائے تو اس پر عذاب کیسے ہوتا ہے) کو دفع کرنے کے لئے
اختیار کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ احادیث کو حل کرنے کے لئے اور اشکال مذکور کو
دور کرنے کے لئے اس کے قائل ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ مفسرین،
محدثین، متکلمین، فقہاء اور ارباب افتاء نے صراحت فرمادی ہے کہ اجزائے جسم
کے ساتھ روح کا تعلق ہر صورت میں ہو سکتا ہے یہ ایک امر ممکن ہے اور امر ممکن کی
خبر جب مخبر صادق دے تو اس کو قبول کرنا لازم ہے اس لئے کسی شرعی ضرورت کے
لئے ہمیں اس کے قائل ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بدن عنصری سے روح
کے تعلق کی نفی معتزلہ و روافض وغیرہ کرتے ہیں جیسا کہ حوالہ جات سے ثابت ہو چکا
ہے۔

لہٰذا سوال میں پیش امام کا مذکورہ عقیدہ اہل حق کے خلاف ہے ایسا امام
اہل سنت والجماعت میں سے نہیں جس کی ترجمانی اکابرین علمائے دیوبند نے کی
ہے اور ایسے عقیدہ والے کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے البتہ اس کے پیچھے پڑھی ہوئی

نمازوں کا اعادہ لازم نہیں۔ کیونکہ فقہاء کرام نے بدعتی کو امام بنانا مکروہ تحریمی قرار دینے کے باوجود صحیح العقیدہ امام نہ ملنے کی صورت میں ترک جماعت کی بجائے بدعتی کے پیچھے جماعت سے نماز پڑھنے کو اولیٰ قرار دیا ہے جب کہ بدعت حد کفر تک نہ پہنچی ہوئی ہو۔ لیکن مبتدع کے پیچھے نماز پڑھنے والے کو صحیح العقیدہ پرہیز گار امام کے پیچھے نماز پڑھنے والے جیسا ثواب نہیں ملے گا۔

ویکره تقدیم المبتدع ایضا لا نه فاسق من حیث الاعتقاد وهو اشد من الفسق من حیث العمل لان الفاسق من حیث العمل یعترف بانه فاسق ویخاف ویستغفر بخلاف المبتدع والمراد بالمبتدع من یعتقد شیئاً علیٰ خلاف ما یعتقد اهل السنة والجماعة وانما یجوز الاقتداء به مع الکراهة اذالم یکن ما یعتقده یؤدی الی الکفر عند اهل السنة اما لوکان مؤدیا الی الکفر فلا یجوز اصلا (حلبی کبیر ص ۵۱۴) ایضاً فی حاشیة البحر ان کراهة تقدیم الفاسق والمبتدع کراهة التحریم (ص ۳۴۹ ج ۱)

صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة، افادان ان الصلاة خلفهما اولی من الانفراد، لکن ینال کماینال خلف تقی ورع، لحدیث، من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی قال فی

الحلية ولم يجده مخرجون ، نعم اخرج الحاكم فی مستدرکه مرفوعاً ان سرکم ان يقبل الله صلوتكم فليؤمكم خياركم فانهم وفدكم فيما بينكم وبين ربكم ۔ (شامی ج ۱ ص ۵۶۲)

فقط واللہ اعلم......

الجواب صحیح

بندہ محمد طاہر عفا اللہ عنہ

خادم دارالافتاء جامعہ مخزن العلوم خانپور

مسلک معتزلہ کا بندہ باغی اور عقائد علماء دیوبند کا پابند ہے۔

مسعود احمد ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ

المجیب مصیب بندہ محمد یونس واثقی

امیر محمد تونسوی استاذ الحدیث جامعہ ھذا ۲۷-۴-۲۳

عبدالعزیز۔ محمد لقمان عفی عنہ

الجواب الحق فالحق ان یتبع خلیل الرحمن ڈاہر،

مدرس جامعہ ھذا،

محمد اسماعیل عفی عنہ، محمد حسین استاذ الحدیث جامعہ ھذا

العبد الیاس زمان عفی عنہ

افقر الی الرحمن

خلیل الرحمن درخواستی

ناظم تعلیمات جامعہ مخزن العلوم خان پور

مہر فتویٰ

دار الافتاء

تاریخ ۲۲-۴-۱۴۲۳ھ جامعہ مخزن العلوم عیدگاہ خانپور۔

دار الافتاء جامعہ مخزن العلوم خان پور

۲۲-۴-۱۴۲۳

جواب (۲)

از دارالافتاء جامعہ اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: حامداً و مصلیاً

تمہید ا۔ پہلے یہ سمجھیں کہ مطلقاً عذاب قبر کا ثبوت قرآن کریم اور احادیث صحیحہ اور اجماع امت کے صریح نصوص سے ثابت ہے، البتہ عذاب قبر کی کیفیت میں اقوال مختلف ہیں، بہر حال اہل سنت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ روح اور جسد عنصری دونوں کو عذاب قبر دیا جاتا ہے اور بعض صوفیا کرام فرماتے ہیں کہ روح کو جسد مثالی دیا جاتا ہے جس کو عالم برزخ میں عذاب قبر دیا جاتا ہے، اور روح کا تعلق اس جسد عنصری سے بھی ہوتا ہے جس کی وجہ سے جسد عنصری بھی عذاب قبر میں شریک ہوتا ہے۔ خواہ جسد عنصری قبر میں دفن کیا جائے، یا نہر میں بہایا جائے، آگ میں جلایا جائے، گوشت خور جانوروں کے پیٹ میں چلا جائے، غرض جسد عنصری جہاں بھی ہو بتعلق روح عذاب قبر میں شریک ہوتا ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قبر سے مراد صرف یہ گڑھا نہیں جس میں مردہ کو دفن کیا جاتا ہے، بلکہ قبر کا معنی بحیثیت عذاب قبر کے بہت وسیع ہے، لہٰذا سوال میں جو تشریح عذاب قبر کی کی گئی ہے یہ اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے خلاف ہے اور نہ ہی اکابر علمائے دیوبند میں سے کسی کا یہ عقیدہ ہے، لہٰذا مذکور امام صاحب اس مسئلے میں اہل سنت والجماعت کے اس متفقہ عقیدہ سے (جو کہ قرآن وحدیث سے ثابت

ہے) خارج ہیں اور اگر مذکور امام صاحب اپنے اس نظریہ سے رجوع نہ کریں تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

☆...... کمافی البخاری : حدثنا حفص بن عمر قال حدثنا شعبة عن علقمة بن مرثد عن سعید ابن عبیده عن البراء ابن عازب عن النبی ﷺ قال اذا اقعد المؤمن فی قبره اتٰی ثم شهد ان لا اله الا الله و ان محمد رسول الله فذالک قوله یثبت اللّٰه الذین آمنوا القول الثابت فی الحیوٰة الدنیا وفی الآخرة (ج۱ص۱۸۳)

☆...... وفی البخاری ایضاً حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا غندر قال حدثنا شعبة بهٰذا و زاد یثبت الله الذین آمنوا ، نزلت فیَ عذاب القبر .

(ج۱ص۱۸۳)

☆...... وفی البخاری ایضاً . باب التعوذ من عذاب القبر حدثنا محمد بن المثنیٰ قال حدثنا یحییٰ قال حدثنا شعبة قال حدثنی عون ابن ابی جحیفة عن ابیه عن البراء بن العازب عن ابی ایوب قال خرج النبی ﷺ وقد وجبت الشمس فسمع صوتا فقال یهود تعذب فی قبورها . (ج۱ص۱۸۴)

☆...... وفی البخاری ایضاً: باب کلام المیت علی الجنازہ . حدثنا اللیث عن سعید بن ابی سعید عن ابیه انه سمع ابا سعید الخدری یقول قال رسول الله ﷺ اذا وضعت الجنازہ فاحتملها الرجال علی اعناقهم فان کانت صالحة قالت قدمونی قدمونی وان کانت غیر صالحة قالت یا و یلها این تذهبون بها یسمع صوتها کل شیٔ الا الانسان ولو سمعها الانسان لصعق۔ (ج۱ص۱۸۴)

☆...... وفیه ایضاً باب التعوذ من عذاب القبر فی الکسوف حدثنا عبد الله ابن مسلمة عن مالک عن یحییٰ ابن سعد عن عمرة بنت عبد الرحمن عن عائشة زوج النبی ﷺ انَّ یهودیة جاء ت تسئلها فقالت لها عاذک الله من عذاب القبر فسالت عائشة رسول الله ﷺ ایعذب الناس فی قبورهم فقال عائذاً بالله من ذالک الخ ثم امرهم ان یتعوذوا من عذاب القبر۔ (ج۱ص۱۴۳)

☆......وفی عمدة القاری : تحت باب المیت یسمع خفق النعال ذکر ما یستفادمنه فیه اثبات عذاب القبر وهو مذهب اهل السنة والجماعة وانکر ذالک

ضرار بن عمر و بشر المریسی واکثر المتاخرین من المعتزلة واحتجوا فی ذالک بقوله تعالیٰ : لا یذوقون فیها الموت الا الموتة الاولیٰ . ای لا یذوقون فی الجنة موتا سوی الموتة الاولیٰ ولو صاروا احیاء فی قبورهم لذاقوا مرتین لا موتتاً واحدة الخ ولنا الخ واذا ثبت التعذیب ثبت الاحیاء والمسئلة ، لان کل من قال بعذاب القبر قال بهما ولنا ایضاً احادیث صحیحة واخبار متواتره منها حدیث الباب ومنها حدیث ابی هریرةؓ

☆...... وفی الهدایة ومن یعذب فی القبر یوضع فیه الحیاة فی قول العامة (ج۲ص۵۰۴)

☆...... وفی البنایة : ومن یعذب فی القبر یوضع فیه الحیادة هذا جواب عن سوال بان یقال ان قولکم الایلام لا یتحقق فی المیت یشکل بعذاب المیت فی القبر . فاجاب بقوله ومن یوضع الخ . فی قول العامة احترز به عن قول الکرامیة والصالحیة وهم قوم ینسبون الی ابی حسین الصالحی فانهم لا یشترطون الحیاة شرطاً لتعذیب المیت وعذاب القبر ثابت عند اهل السنة وان اختلفوا فی کیفیته فقال بعضهم

یؤمن باھل العذاب ویسکت عن الکیفیة لان الواجب

علینا تصدیق ما جاء فی السنة المشهورة وهو

التعذیب بعد الموت وعند العامة یوضع فیه الحیوٰة

لان الایلام لا یکون بلا حیاة ولا علم (ج ٦ ص ١٧٤)

☆...... وفی فتح القدیر . ولذا کان الحق ان المیت

المعذب فی قبره توضع فیه الحیاة بقدر ما یحس

بالالم والنبیة لیست بشرط عند اهل السنة حتی

لو کان متفرق الا جزاء بحیث لا تتمیز الا جزاء بل

هی مختلطة بالتراب فعذب جعلت الحیاة فی تلک

الا جزاء التی لا یأخذها البصر . وان الله علیٰ ذالک

لقدیر (ج ٤ ص ٤٦٠)

☆...... وفی خلاصة الفتاویٰ لا یجوز الصلوٰة خلف

من ینکر شفاعة النبی ﷺ وینکر کرام الکاتبین

وعذاب القبر . (خلاصۃ الفتاویٰ ج ١ ص ١٤٨)

والله اعلم بالصواب...... اللہ نور عفی عنہ

دارالافتاء جامعہ اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی۔

حوالہ نمبر ٣۔٢٠٢ ٢٩ محرم الحرام ١٤٢٣ھ

الجواب صحیح ...... عبدالعبید ربانی ...... ٢٩۔١۔١٤٢٣ھ

جواب (۳)

از دار الافتاء جامعہ دار العلوم مدنیہ بہاول پور

جو عقائد ضروریات اہل سنت والجماعت میں سے ہیں ان میں سے کسی عقیدہ کا انکار یا تاویل باطل کرنا اس سے وہ شخص اہل السنت والجماعت سے خارج ہو جاتا ہے۔ قبر کے متعلق اہل السنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ قبر اسی زمینی گھڑے کو کہتے قرآن پاک کی کئی آیات بیسیوں احادیث مبارکہ اور فقہاء و محدثین کے سینکڑوں اقوال سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ قبر اسی زمینی گڑھے کو کہتے ہیں اور تمام اہل السنت کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ عذاب وثواب قبر جسد عنصری اور روح دونوں کو ہوتا ہے نہ کہ فقط روح کو یا روح اور جسد مثالی کو البتہ معتزلہ اور روافض یہ کہتے ہیں عذاب وثواب فقط روح کو ہوتا ہے۔

کما فی فتح الباری ذھب ابن حزم و ابن بصیرۃ انی ان السوال یقع علی الروح فقط وخالفھم الجمھور فقالوا تعاد الروح الی الجسد او بعضہ کما ثب
ت فی الحدیث ولو کان علی الروح فقط لم یکن للبدن بذالک اختصاص . (خیر الفتاوٰی ص ج ۱ ص ۱۸۱)

علامہ نوویؒ شارح مسلم نے بھی اہل السنت کا ہی عقیدہ بتایا ہے کہ عذاب وثواب روح مع الجسد کو ہوتا ہے (خیر الفتاوٰی ج ۱ ص ۱۸۱) نیز شرح عقیدۃ

طحاوی میں بھی اسی مذکورہ بالا عقیدہ کو اہل السنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ قرار دیا

ہے۔ ج ۱ ص ۱۸۲ علماء دیوبند کثر اللہ سوادھم بھی اسی پر متفق ہیں۔ اس عقیدہ کے

خلاف کوئی اور عقیدہ فاسد کا علماء دیوبند کی طرف انتساب صریح بہتان اور ظلم عظیم

ہے۔ صورت مسؤلہ میں چونکہ مذکورہ امام کے عقائد اہل السنت علماء دیوبند کے

خلاف ہیں اس لئے ایسا شخص اہل السنت والجماعت سے خارج ہے اور ایسے شخص

کو امام بنانا جائز نہیں ایسے شخص کے پیچھے جو نمازیں ادا کی گئی ہیں وہ واجب الادا

ہیں کما فی خیر الفتاویٰ ملخصاً (ج ۲ ص ۳۷۹)

واللہ اعلم بالصواب

حررہ محمد یوسف الحسینی...... دار الافتاء جامعہ دار العلوم مدنیہ بہاولپور

۲۳-۲-۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح ...... مفتی عطاء الرحمن جامعہ دار العلوم مدنیہ

بہاولپور ۲۳-۲-۱۴۲۷ھ

احمد سفیان ...... مفتی جامعہ دار العلوم مدنیہ ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور

مہر فتویٰ...... دار الافتاء جامعہ دار العلوم مدنیہ ماڈل ٹاؤن بی بہاول پور

جواب (۴)

از دار الافتاء

جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور ضلع رحیم یار خان۔

عذاب قبر برحق ہے قرآن کریم کی متعدد آیات بیّنہ سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث صحیحہ متواترہ سے قبر کی جزاء وسزاء یعنی ثواب وعذاب ثابت ہے اور اس کی حقانیت پر پوری امت کا اجماع ہے۔ علماء اہل السنۃ والجماعۃ نے اس عقیدہ کو ضروریات دین میں سے شمار فرمایا ہے اور اس کو اہل السنۃ والجماعۃ کی علامت قرار دی ہے۔

اور قبر زمین کے اس حصہ کا نام ہے جس میں مردہ انسان کو دفن کیا جاتا ہے یہی قبر کا لغوی عرفی اور شرعی مفہوم ہے۔

چنانچہ قرآن مجید کی متعدد آیات کریمہ مثلاً ۱۔ ولا تقم علیٰ قبرہ ۲. وما انت بمسمع من فی القبور ۳. یئس الکفار من اصحٰب القبور ۴. ثم اماتہ فاقبرہ ۵. واذا القبور بعثرت ۶. حتیٰ زرتم المقابر ۷. وان اللہ یبعث من فی القبور وغیرھا من الآیات میں لفظ قبر۔ قبور۔ مقابر کا اطلاق مردہ انسان کے مدفن پر کیا گیا ہے۔

اسی طرح بے شمار احادیث میں لفظ قبر کا استعمال مردہ انسان کے مدفن پر کیا گیا ہے۔ مثلاً

۔ عن سفیان التمار انہ رأی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسنماً (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۸۶)

۲۔ ولا تجعلوا قبری عیداً (بخاری شریف ص۱۸۶ج۱)

۳۔ لعن اللہ الیہود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجداً (بخاری شریف ج۱ص۱۸۶)

۴۔ ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ اصحابہ انہ یسمع قرع نعالھم اتاہ ملکان ال (بخاری شریف ج۱ص۱۸۳)

۵۔ مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقبرین یعذبان الخ (بخاری شریف ص۱۸۲ج۱)

وغیرھا من الاحادیث میں قبر کا لفظ زمین کے اس حصہ پر بولا گیا ہے جس میں مردہ انسان کو دفن کیا گیا ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں اسی قبر میں نکرین آتے ہیں اور اسی میں سوال وجواب ہوتا ہے اور اسی میں حساب وکتاب ہوتا ہے اور اسی قبر کو اعمال کے مطابق جنت کا باغ یا جہنم کا گڑھا بنایا جاتا ہے۔ ہاں اگر کسی وجہ سے کسی مردہ کو یہ حقیقی وشرعی قبر نصیب نہ ہو تو وہ جہاں ہے وہی اس کی قبر ہے۔ اللہ تعالیٰ وہاں ہی اس سے حساب لیتے ہیں۔ غرضیکہ قبر مردہ انسان کے لئے ظرف مکان ہے جبکہ برزخ اس کے لئے ظرف زمان ہے کیونکہ موت سے لے کر قیامت تک کے درمیانی وقت وزمانہ کا نام برزخ ہے باقی جس کسی نے زمان کی بجائے مکان کا امر بالخصوص علیین وسجین کا نام برزخ قرار دیا ہے وہ یقیناً غلط فہمی کا شکار رہا ہے یا پھر علمی خیانت کرنے اور علمی دھوکہ دینے کے جرم کا مرتکب ہوا ہے۔ اعاذنا اللہ منہ۔

کتاب وسنت کے روشن دلائل کے مطابق تمام علماء اہل السنۃ والجماعۃ کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ عالم قبر وبرزخ میں سوال کے وقت روح کا جسد کی طرف

اعادہ ہوتا ہے جس کی کیفیت اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور جزاء وسزاء کے لئے روح وجسد کا تعلق قائم کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ جزاء وسزاء روح اور جسد دونوں کو ملتی ہے چنانچہ تفسیر مظہری میں ہے انعقد الاجماع علیٰ ان عذاب القبر علی الروح والجسد تفسیر مظہری ص ۷۷۔

اور علامہ نوویؒ نے صراحت فرمائی ہے کہ ثم المعذب عند اهل السنة والجماعة الجسد بعينه او بعضه بعد اعادة الروح اليه (شرح مسلم ج۲ص ۳۸۶)

اور علامہ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ بل العذاب والنعيم على النفس والبدن جميعا باتفاق اهل السنة والجماعة (کتاب الروح ص ۷۲، ص ۱۵۷) باقی جس کسی نے بھی اس جزاء وسزاء کو روحانی فرمایا ہے اس کی مراد یہ ہے کہ جزاء وسزاء صرف روح کو ہوتی ہے بلکہ اس کی مراد یہ ہرگز نہیں ہے کہ اس جزاء وسزاء میں روح اصل ہے اور جسد اس کے تابع ہے جیسا کہ عالم دنیا میں اس کے برعکس تھا۔

اور اس پر بھی تمام علماء اہل السنۃ والجماعۃ کا اتفاق ہے کہ قبر کی اس جزاء وسزاء میں روح کے ساتھ شریک ہونے والا جسد عنصری ہوتا ہے نہ کہ جسد مثالی کیونکہ نیکی وبرائی کرنے میں روح کا شریک کار جسد عنصری ہی ہوتا ہے تو پھر اس کی بجائے جسد مثالی کو جزاء وسزا دینا یقیناً عدل خداوندی کے خلاف ہوگا اسی بنیاد پر کسی عالم دین حق نے صراحت کے ساتھ جسد عنصری کی نفی نہیں کی یہاں تک کہ جسد مثالی کے قائلین بھی جسد عنصری سے تعلق کے قائل ہیں لہذا جسد مثالی کے لفظ کو دیکھ کر جسد

عنصری کی نفی سمجھ لینا یقیناً کم علمی و کم فہمی ہے یا پھر علمی خیانت اور مذہبی دھوکہ نیز عقائد واعمال کے مطابق قبر کی جزاء وسزاء ملنا قدرت الٰہیہ کے ساتھ قانون الٰہی بھی ہے کیونکہ مطیع کو جزاء دینا اور جرم کو سزا دینا اللہ کی قدرت بھی ہے اور اللہ کا قانون بھی ہے چنانچہ ارشاد الٰہی ہے **فمن یعمل مثقال ذرۃ خیر یرہ . ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ.** نیز اس جزاء وسزاء کا وقوع حتمی و دائمی ہے البتہ بعض اموات کی جزا وسزا کی رؤیت نبی ﷺ کا معجزہ ہے کیونکہ عالم قبر کی ساری کاروائی اپنے پیغمبر کو دکھا دی تھی تو نفس ثواب وعذاب کا وقوع معجزہ نہ تھا بلکہ اس کا دکھا دینا معجزہ تھا۔

اس تفصیل بالا کے مطابق جو شخص ارضی قبر کا انکار کرتا ہے یا قبر کی جزا وسزا میں جسد کو شرک نہیں مانتا یا اس میں جسد مثالی کو شریک بنا کر جسد عنصری کی شرکت کا انکار کرتا ہے اور یا اس جزاء وسزا کو قانون الٰہی قرار نہیں دیتا اور یا نفس جزا وسزا کو نبی کا معجزہ قرار دے کر اس کو ایک وقتی چیز خیال کرتا ہے اور اس کے دائمی ہونے کا اور قانون الٰہی ہونے کا منکر ہے تو وہ یقیناً اہل السنۃ والجماعت سے خارج ہے اس لئے کہ کسی عقیدہ کے حقیقی مفہوم کو تبدیل کرنا درحقیقت اس عقیدہ کا انکار کرنا ہی سمجھا جاتا ہے جس کو علماء شریعت زندقہ سے تعبیر کرتے ہیں لہٰذا صورت استفتائیہ میں بیان کردہ تفصیل کے مطابق عقیدہ رکھنے والا شخص یقیناً اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہے اور اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ وہ شخص درحقیقت عذاب قبر کا منکر ہے اور خلاصۃ الفتاویٰ میں صراحت ہے کہ!

ولا یجوز الصلوٰۃ خلف من ینکر شفاعۃ النبی ﷺ

وینکروا الکرام الکاتب وعذاب القبر خلاصہ الفتاویٰ

ص ۱۴۹ ج ۱ اور علامہ ابن ہمامؒ نے لکھا ہے کہ

ولا یجوز الصلوٰۃ خلف منکر الشفاعۃ والرؤیۃ

وعذاب القبر (فتح القدیر ص ۲۴۷ ج ۱)

عبد الستار عفی عنہ مدرس وخادم دار الافتاء جامعہ عبد اللہ بن مسعودؓ خان پور۔

یکم محرم الحرام ۱۴۲۸ھ

الجواب صواب...... حبیب الرحمن ...... خادم دار الافتاء جامعہ ھذا

مہر فتویٰ...... دار الافتاء جامعہ عبد اللہ بن مسعود خانپور پاکستان

ھذا کذالک وانا مصدق لذالک

ادریس آزاد عفی عنہ ...... خادم التدریس جامعہ ھذا

جواب (۵)

از دار الافتاء دار العلوم کراچی

بسم الله الرحمن الرحيم

اما بعد...... قرآن وسنت سے ثابت علماء اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ:۔

قبر کا حقیقۃً اس گڑھے پر اطلاق ہوتا ہے جس میں میت کو دفن کیا جاتا ہے اور اس کا جسد عنصری رکھا جاتا ہے اور مجازی طور پر اس برزخی مقام پر بھی اطلاق ہوتا ہے جہاں میت یا اس کے اجزاء اصلیہ ہوں چاہے وہ درندوں یا پرندوں کا پیٹ ہوں یا دریا کی گہرائی، یا آتش کدہ یا ہوا ہو اسی طرح اہل السنّت والجماعت کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ قبر میں منکر نکیر کے سوال اور وہاں پر ثواب وعذاب کا تعلق روح اور جسد (عنصری) دونوں کے ساتھ ہے اور قبر و برزخ میں روح کا اعادہ جسم دنیوی یا اس کے اجزاء کی طرف ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل آیات واحادیث اور عبارات علماءِ حق ملاحظہ ہوں۔

مندرجہ ذیل آیات واحادیث سے لفظ ''قبر'' کے صحیح معنیٰ واضح ہوگا۔

آیات

۱. ولا تقم علیٰ قبرہ ۔(اور تو ان میں سے کسی کی قبر پر کھڑا نہ ہو۔(پارہ ۱۰ سورۃ توبہ)

۲. اذا بعثر ما فی القبور (جس وقت قبروں کے مردے نکالے جائیں گے۔ (پارہ ۳۰ سورۃ عادیات)

۲. كما يئس الكفار من اصحاب القبور (جیسا کہ کافر اہل قبور (کی حیات) سے ناامید ہو چکے ہیں۔ (پارہ ۲۸ سورۃ ممتحنہ)

احادیث

۱۔ ان المیت اذا وضع فی قبرہ انه یسمع خفق نعالهم حین یولون مدبرین. (کہ میت جب قبر میں رکھی جاتی ہے اور دفن کرنے والے اس سے واپس ہوتے ہیں تو وہ ان کی جوتیوں کی کھٹکھٹاہٹ سنتی ہے)

(بخاری ص ۱۷۸ ج ۱) (مسلم ج ۲ ص ۳۸۶)

واضح رہے کہ میت جس قبر میں رکھی جاتی ہے اور دفن کرنے والے جب قبر سے واپس ہوتے ہیں تو وہ یہی حسی قبر اور گڑھا ہوتا ہے کیونکہ دفن کرنے والوں کی رسائی علیین اور سجین تک نہیں ہوتی۔

۲۔ غزوہ احد میں ستر حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شہید ہو گئے تو آنحضرت ﷺ نے "کان یجمع الثلاثة والاثنین فی قبر واحد" (دو دو اور تین تین کو ایک قبر میں جمع کر کے دفن کیا) (مستدرک حاکم ج ۱ ص ۳۵۴)

یہ قبریں بھی حسی تھیں کیونکہ ظاہری طور پر شہداء کو انہیں میں دفن کیا گیا تھا ۔اسی طرح کثرت سے یہ لفظ احادیث میں آیا ہے جس کو بآسانی شمار کرنا بھی مشکل ہے اور جہاں بھی لفظ قبر یا قبور بولا جائے گا اس سے حقیقۃً شریعت میں یہی گڑھے مراد ہونگے جن میں مردے دفن کئے جاتے ہیں اور جب تک انہیں میں رہتے ہیں اگرچہ ان کے ذرات ہی کیوں نہ ہو چکے ہوں۔

مرنے کے بعد جسد عنصری کی طرف اعادۃ روح اور روح وجسد عنصری کے ساتھ سوال منکر ونکیر وثواب وعذاب کے تعلق کے بارے میں احادیث وائمہ کرام کی عبارات ملاحظہ ہوں۔

احادیث:

۱۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایک انصاری کے جنازہ کے لئے نکلے اور قبرستان میں پہنچ گئے لیکن ابھی تک قبر تیار نہیں ہوئی تھی آپ بھی وہاں جلوہ افروز ہوئے اور ہم بھی آپ کے پاس بیٹھ گئے آپ نے (ایک طویل حدیث میں) مؤمن اور کافر کی وفات کا تذکرہ فرمایا اس میں مؤمن کے بارے میں یہ ارشاد بھی مذکور ہے کہ:

"حتی ینتهی بها الی السماء السابعة فیقول الله تعالیٰ اکتبوا کتاب عبدی فی علیین واعیدوه الی الارض فانی منها خلقتهم وفیها اعیدهم ومنها اخرجهم تارة اخریٰ فتعاد روحه فی جسده فیأتیه ملکان فیجلسانه فیقولان له من ربک الخ.

(مسند احمد ج ۴ ص ۲۸۷)

ترجمہ: مؤمن کی روح کو پھر ساتویں آسمان پر پہنچا دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے کا نام علیین میں درج کردو اور اس کو زمین کی طرف لوٹا دو کیونکہ میں نے ان کو زمین سے پیدا کیا ہے اور اس میں ان کو لوٹاؤں گا۔ اور اس

سے دوسری مرتبہ نکالوں گا۔ پس اس کی روح اس کے جسم کو لوٹائی جاتی ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھلا کر من ربک الخ سے سوال کرتے ہیں۔

عبارات علماء:۔

۱۔ امام الائمہ حضرت ابو حنیفہ رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"واعادة الروح الی العبد فی قبره حق ۔ (قبر میں روح کا بندے کی طرف لوٹایا جانا حق ہے)" (فقہ الاکبر مع الشرح لعلی القاری ص ۱۲۰)

۲۔ علامہ نووی لکھتے ہیں کہ:۔

"ثم المعذب عند اهل السنة الجسد بعينه او بعضه بعد اعادة الروح اليه او الى جزء منه . (پھر اہل السنت کے نزدیک روح کے ساتھ ساتھ بعینہ جسد عنصری یا اس کے اجزاء کو بھی سزا دی جاتی ہے۔

(شرح مسلم ج ۲ ص ۳۸۵)

۳۔ حافظ ابن القیم لکھتے ہیں کہ:۔

"ان مذهب سلف الامة وائمتنا ان المیت اذا مات یکون فی نعیم او عذاب وان ذالک یحصل لروحه وبدنه. (بلا شبہ امت کے سلف اور ہمارے ائمہ کا یہ مذہب ہے کہ جب کسی شخص کی وفات ہو جاتی ہے تو وہ راحت اور عذاب میں مبتلا ہوتا ہے اور یہ راحت و تکلیف اس کی روح اور بدن دونوں کو حاصل ہوتی ہے) (کتاب الروح ص ۶۳)

۴۔ علم عقائد کے امام صدر الدین الحنفیؒ لکھتے ہیں کہ:۔

"وکذلک عذاب القبر یکون للنفس والبدن جمیعاً باتفاق اھل السنة والجماعة ۔ (اور اسی طرح اہل السنت والجماعت کے اتفاق سے عذاب قبر روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے) (شرح عقیدہ الطحاوی ص ۳۳۰) (مستفاد من تسکین الصدور باحوال الموتی والقبور)

ان تمام تفصیلات سے واضح ہوا کہ سوال میں ذکر کردہ عالم صاحب کے نظریات قرآن وسنت اور علماء اہل السنت والجماعت کی تعبیرات کے خلاف ہیں لہٰذا ان کو اپنے اختیار سے امام مقرر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ کسی صحیح العقیدہ شخص کو امام بنانا چاہیے البتہ جو نمازیں ان کی اقتداء میں پڑھی گئی ہیں ان کو لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔

وفی غنیة المتملی! وفیه اشارة الی انهم لو قدموا فاسقاً یأثمون بناء علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم ویکره تقدیم المبتدع ایضاً لانه فاسق من حیث الاعتقاد والمراد بالمبتدع من یعتقد شیئاً علی خلاف ما یعتقده اهل السنة والجماعة وانما یجوز الاقتداء به مع الکراهة اذالم یکن ما یعتقده یؤدی الی الکفر عند اهل السنة (ص ۵۱۴)

واللہ اعلم بالصواب

محمد مصدق عفی عنہ دارالافتاء دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴۔

۱۴۔۲۔۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح ...... احقر محمود اشرف عفی عنہ

۱۵۔۲۔۱۴۲۳ھ

نائب مفتی دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴۔

الجواب صحیح ...... محمد عبدالمنان عفی عنہ

نائب مفتی دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴

۱۵۔۲۔۱۴۲۳ھ

مہر فتویٰ ...... دارالافتاء فتویٰ نمبر ۵۳۷/۴ ......

مورخہ ۷۔۲۔۱۴۲۳ھ جامعہ دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴۔

جواب (٦)

از دار الافتاء جامعہ احسن العلوم گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدا و مصلیا و مسلما.

واضح رہے کہ اہلسنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ عذاب قبر حق ہے اور اسی قبر (مٹی کی ڈھیری) ہی میں ہوگا اور روح مع الجسد عنصری کو ہوگا یہ عقیدہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔ لہٰذا اس کی مخالفت کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے اور یہ شخص مرتد کے حکم میں ہے۔ صورت مسئول عنہا عقائد میں امام صاحب کا عقیدہ اہل سنت والجماعت (قرآن وحدیث) کے مخالف ہیں لہٰذا ایسے امام کے لئے تجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری ہے جو نمازیں اس کی اقتداء میں پڑھی گئی ہیں وہ واجب الاعادہ ہیں۔

ثم اماته فاقبره (ط) سورۃ عبس آیت ۲۱ ای جعله اذاقبر توارى فيه جيفة تكرمة له ولم يجعله مطروحا على الارض من يراه له وتقسمه السباع والطير اذ ظفرت به كسائر الحيوان والمراد من جعله اذا قبر امره عذوجل بدفنه يقال قبر الميت اذا دفنه بيده.

(تفسیر روح المعانی ج ۱۵ ص ۴۲)

عن الادرع السلمى قال جئت ليلة احرس النبى ﷺ

فاذا رجل قراته عالية فخرج النبى ﷺ فقلت يا رسول الله هذا مراء قال فمات بالمدينة ففرغو من جهازه حملوا وانعشه فقال النبى ﷺ او فقوا به وفق الله به انه كان يحب الله ورسو له قال وحفر حفرة فقال اوسعوله او سع الله عليه فقال بعض اصحابه يا رسول الله لقد حزنت عليه فقال اجل كان يحب الله ورسوله. (سنن ابن ماجہ ج ا ص ۱۱۳)

واذا القبور بعثرت (سورۃ الانفطار آیت نمبر ۴)

قلب ترابها الذى حشى علىٰ موتاها وأخرج من دفن فيها علىٰ ما فسر به غير واحد . وأصل البعثرة علىٰ ما قيل تبديد التراب ونحوه ووعن هشام ابن عامر قال جاء ت الانصار الى رسول الله ﷺ يوم احد فقالوا ا اصابنا خرج وجهد فكيف تأمرنا قال احفرواو وسعوا وجعلوا لرجلين وا لثلاثة فى ا ء قيل فايهم يقدم فقال اكثرهم قرا ناً قال اصيب الى يومئذ عامر بين النين او قال وا حدا بذل المجهو على حل ابى دائود (ج ا ص ۲۱۰)

ويحفرا القبر ويلحد ويدخل من قبل القبلة ويسوى البن عليه والقصب ويسجىٰ قبرها لاقبره ويهال

التراب اليه البحر الرائق (ج ۲ ص ۳۳۹)

ويلحدويدخل ا لميت مما يلى القبلة فاذا وضع فى لحده يقول واضعه بسم الله وعلىٰ ملت رسول الله صلى الله عليه وسلم ويوجه القبلة ويسو ى البن على اللحد ويسجىٰ قبرا المراة بثوب و لا يسجىٰ قبر الرجل ثم يهال التراب ويسنم القبر ولا يسطح هداية (ج ۱ ص ۱۶۵)

وسنت عندنا اللحد فان كانت الارض رخوة فلا بأس بالشق . (عالمگیری ج ۱ ص ۱۹۴)

سنعذب مرتين ثم يردون الىٰ عذاب عظيم

(سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۰۱)

اخرج ابن ابى حاتم و الطبرانى فى الاسط و غيرهما عن ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما قال قال رسول الله ﷺ يوم الجمعة خطيبا فقال قم يا فلان فاخرج فانک منافق اخرج يا فلان فانک منافق فاخرجهم باسمائهم ففضحهم ولم يک عمر ابن الخطاب . شهد تلک الجمعة لحاجة كانت له فلقيهم وهم يتخرجون من المسجد فاختباء منهم استحياً انه لم يشهد الجمعة وظن ان الناس قد انصرفوا وا ختبائو

الله تعالىٰ المنافقين اليوم فهذا العذاب الاول والعذاب الثانى عذاب القبر وعن حسن ان العذاب العذاب الاول اخذ الزكوٰة والثانى عذاب القبر وعن ابن اسحاق ان اول غيظهم من اهل الاسلام والثانى عذاب القبر (تفسیر روح المعانی ج ۶ ص ۱۱)

يثبت الله الذين امنوا بالقول الثابت فى الحيوٰة الدنيا وفى الآخرة (سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۲۷)

عن ابن سعيد الخدرى قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول فى هٰذه الأية يثبت الله الخ المراد من لفظ الآخرة هوا لقبر وعليهٰذا فالمراد بالحياة الدنيا مدة الحياة والىٰ ذالک ذهب الجمهور العلماء واختاره الطبرى نعم اختار بعضهم ان الحياة الدنيا مدة حياتهم والآخرة .

(تفسیر روح المعانی ج ۷ ص ۲۱۷)

قال الله تعالىٰ وان من شى الا يسبح بحمده الآ ية واما سميتها جمادا واموا تا فانما هى بالنسبة الى الحيوٰة الحاصلة ان مستلزم لا عادة الروح انما هوا لحياة الكاملة واما ادلک الألم واللذة فيمكن ان يحصل بادنى تعلق للروح بالبدن سواء كان الروح

فوق السماء السابعة اومحبوسافی سجین وشبهوا
هذاالتعلق بوقوع شعاع الشمس من السماء الرابعه
علی الارض ان الحیاة التی للمیت لیست کحیواة
غیره باعادة الروح فی الجسد اعادة کاملة وحاصل
الکلام . ان اللہ علیٰ کل شیء قدیر (البرزخ ص۲۱۲)

وعن عائشة ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال
کسر عظم المیت ککسره حیا (مشکوٰة المصابیح
ج۱ص۱۴۹)

وعن عثمانؓ انه کان اذا وقف علیٰ قبره بکی حتی
یبل لحییته فقیل له تذکر الجنۃ والنار فلا تبکی
وتبکی من هذا فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیه
وسلم قال ان القبر اول منزل من منا زل الآخرة فان
نجیٰ منه فما بعده ایسر منه وان لم ینج منه وما بعده
اشد منه قال عثمانؓ قال رسول اللہ صلی اللہ علیه
وسلم . (ما رأیت منظراً قط الاوالقبر افضع منه رواه
ابن ماجه والترمذی مشکوٰة المصابیح ص ۲۶ ج ۱)

وعن عباسؓ قال مرا النبی صلی اللہ علیه وسلم علیٰ
قبر بین فقال انهما لیعذبان وما یعذبان من کبیر ثم
قال بلیٰ اما احدهما فکان یسعیٰ بالنمیمة واما

احدهما فکان لا یستتر من بوله و اثم اخذعوذا مطبا
فکسره با ثنین ثم غرز کل واحد منهما علیٰ قبر ثم
قال لعله یخفف عن هما مالم ییبسا عن انس بن
مالک انه حدثهم ان رسول اللہ صل اللہ علیه وسلم
قال ان العبد اذا وضع فی قبره وتولیٰ عنه اصحابه انه
یسمع قرع نعالهم اتاه ملکان فیقعدانه یقو لان ما
کنت تقول فی هذالرجل لمحمد فاما المؤمنین
فیقول اشهد انه عبد اللہ ورسوله فیقال له انظر الیٰ
مقعدک من النار قدا بدلک اللہ به مقعدا من
الجنۃ فیراهما جمیعاً قال قتادة و ذکر لنا انه یفسح
له فی قبره ثم رجع الیٰ حدیث انس قال والمنافق او
الکافر فیقال له کنت تقول فی هذا الرجل فیقول لا
ادری کنت اقول ما یقول الناس لا دریت ولا تلیت
و یضرب بمطارق من حدید ضربتاً فصیح صیحة
یسمعها من یلیه غیر الثقلین۔ (بخاری ج۱ص۱۸۴)

اللهم انی اعوذبک من عذاب جهنم واعوذبک من
عذاب القبر۔ (ابوداؤد ج۱ص۲۱۵)

عن ابن عباسؓ قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم
مر رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بقبور المدینة

فاقبل عليهم بوجهه فقال السلام عليكم يا اهل
القبور يغفر الله لنا ولكم انتم سلفنا ونحن بالاثر .
(ترمذی ج ۱ ص ۱۸۵)

اللهم انى اعوذبک من عذاب القبر ومن عذاب النار
(بخاری ج ۱ ص ۱۸۳).

قال سمعت ام خالد بنت خالد ولم يسمع احداً
فسمع من النبى صلى الله عليه وسلم غيرها قالت
قال يتعوذ من عذاب القبر ۔ (بخاری ج ۱ ص ۹۴۲)

وعن براء ابن عازب عن رسول الله صلى الله عليه
وسلم قال يا تيه ملكان فيجلسا نه فيقولان له من
ربک فيقول الله فيقولان له مادينک فيقول دين
الاسلام فيقولان ما هذا الرجل الذى بعث فيكم
فيقول هو رسول الله ﷺ فيقولا ن له وما يدريک
فيقول قرات كتاب الله فامنت به وصدقت فذالک
قوله يثبت الله الذين امنوا بالقول الثابت (ط) قال
فينا دى مناد من السماء ان صدق عبدى فافرشوه
من الجنة والبسوه من الجنة وافتحوا له بابا الى
الجنة فيضح قال فيأتيه من روحها ويفسح له فيها مد
بصره واما الكافر فذكرموته قال ويعادحوده فى

جسده ويأتيه ملكان فيجلسانه فيقولان من ربک
فيقول هاه هاه لا ادرى فيقولان له مادينک فيقول
هاه هاه لادرى فيقولان ما هذا لرجل بعث فيكم
فيقول هاه هاه لادرى فينا دى منا دمن السماء ان
كذب فافرشوه من النار والبسوه من النار وفتحوله
بابا الى النار قال فيأتيه من حرها وسمومها قال
ويضيق عليه قبره حتىٰ يختلف فيه اضلاعه ثم يقيض
له اعمىٰ اصم معه مرزبة من الحديد لو ضرب بها
جبل صار تراباً فيضر به بها ضربة يسمعها ما بين
المشرق والمغرب الا الثقلين فيصير تراباً ثم يعاد
فيه الروح (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۴۲۶)

واعلم ان النية روح والعبادة جسده ولاحياة للجسد
بدون الروح والروح لها حياة بعد مفارقة البدن ولا
كن لا يظهر آثار الحياة كاملة بدونه . حجة الله
البالغة (ج ۲ ص ۱۸۳)

يا ايها الذين امنوا من يرتد منكم عن دينه فسوف
يأتى الله بقوم يحبهم ويحبونه (ط) اذلة على
المؤمنين اعزة على الكافرين (ط)
(سورۃ مائدہ آیت نمبر ۵۳)

ومن یرتد منکم عن دینه فیمت وهو کافر فاولئک حبطت اعمالهم فی الدنیا والأخرة (ج) واولئک اصحٰب النار هم فیها خالدون (ط) (سورۃ البقرہ ایت نمبر ۲۱۷)

وقوله علیه السلام من بدل دینه فاقتلوه ویکفر بانکار رویة اللّٰه عز وجل بعد دخول الجنت وبانکاره عذاب القبر البحر ألرائق (ج۵ ص۲۰۶)

واللہ اعلم بالصواب کتبه

لطیف اللہ عاصمی

متعلم تخصص فی الفقه الاسلامی۔ دار الافتاء جامعۃ العربیہ احسن العلوم۔

مہر فتویٰ ۸۸۵

الجواب صحیح...... زردلی خان عفی عنه

خادم الافتاء والحدیث والتفسیر بالجامعۃ العربیۃ احسن العلوم

بلاک نمبر۲۔ گلشن اقبال کراچی پاکستان

جواب (۷)

ازدارالافتاء مدرسہ فاروقیہ تعلیم القرآن جامع مسجد فاروق اعظم صادق آباد

اکابر علمائے دیوبند سمیت جمہور اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ قبر میں عذاب وثواب کا تعلق روح وجسد دونوں سے ہے میت سے جب قبر میں سوال وجواب ہوتا ہے تو روح بدن میں لوٹا دی جاتی ہے جس سے ایک گونہ حیات حاصل ہوجاتی ہے۔ یہ حیاۃ مطلقہ نہیں ہوتی مثل حیاۃ دینویہ کے بلکہ اس قدر ہوتی ہے کہ وہ شخص لذت وراحت اور مشقت وکلفت کا ادراک کرسکے اور جسد سے مراد جسد عنصری ہی ہے خواہ وہ قبر میں مدفون ہو یا اس کے اجزاء متفرق ومنتشر ہوجائیں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں وہ ہر حالت میں ثواب وعذاب دینے پر قادر ہے جسم مثالی کا ذکر بھی اسلاف کی عبارتوں میں بکثرت موجود ہے مگر اس سے جسد عنصری کے تعلق وتاثر کی نفی نہیں ہوتی یہ امکان از روئے عقل ونقل کچھ مستبعد نہیں کہ روح کو جسم مثالی عطاء کیا جائے اور ثواب وعذاب روح اور اس کے جسم مثالی کو ہو لیکن جسد عنصری (جہاں ہو جس کیفیت میں ہو) اس میں شریک رہے اس توجیہ سے تمام روایات وعبارات جمع ہوجاتی ہیں یہ کہنا قطعی غلط اور مسلک جمہور سے انحراف ہے کہ جسد عنصری کا اپنی روح سے کوئی علاقہ وتعلق نہیں ہوتا نہ رنج وراحت کا اسے احساس ہوتا ہے۔

اب اکابر امت کی چند تصریحات ملاحظہ ہوں۔

علامہ صدرالدین ابن ابی العز الحنفی رحمہ اللہ اپنی شہرہ آفاق کتاب شرح العقیدہ

الطحاویہ میں لکھتے ہیں۔

ولیس السوال فی القبر للروح وحدها کما قال ابن حزم وغیره وافسد منه قول من قال انه للبدن بلا روح والا حدیث الصحیحة ترد القولین و کذٰلک عذاب القبر یکون للنفس والبدن جمیعاً باتفاق اهل السنة والجماعة تنعم النفس وتعذب مفردة عن البدن ومتصلة به . واعلم ان عذاب القبر هو عذاب البرزخ فکل من مات وهو مستحق العذاب نصیبه منه قبر اولم یقبر اکلته السباع او احترق حتی صار رماداً ونسف فی الهواء اوصلب او غرق فی البحر وصل الیٰ روحه وبدنه من العذاب ما یصل الی المقبور (ص۳۸۹)

شارح شرح العقائد علامہ عبدالعزیز الفرہاروی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

ان الاحادیث الصحیحة نا طقة بان الروح یعاد فی الجسد عند السوال فالجواب بانکار الاعادة غیر موجه (النبراس ص۳۲۲)

علامہ سید محمود الآلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں۔

والجمهور علیٰ عود الروح الی الجسد اوبعضه وقت السوال علیٰ وجه لایحس به اهل الدنیا الامن

شیاء الله تعالیٰ منهم (روح المعانی ج۲۲ص ۵۷)

حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ثم السوال عندی یکون بالجسد مع الروح کا اشار الیه صاحب الهدایة فی الایمان (فیض الباری ص۱۸۰ ج۱)

ولا بعد فی تعذیب الجسد بعد تمزقه فانه ینبنی علیٰ عدم الشعور فی الجمادات وهو فی حیز الخفاء ایضاً (ص۱۸۶)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ رقمطراز ہیں:

بدن اول را از حصول احکام برزخ چارہ نبود واز عذاب وثواب قبر گذر (مکتوبات دفتر اول ص۱۶)

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔

اسی طرح بلا شبہ مرنے کے بعد اجزائے بدن سے بھی روح کا تعلق رہتا ہے گو نیکوں کی روحیں علیین میں ہوتی ہیں اور بدوں کی سجین میں لیکن روحوں کا روحانی تعلق ابدان کے ذرات کے ساتھ رہنا ضروری ہے خواہ کسی کو قبر میں دفن کریں خواہ جلا دیں خواہ وہ ڈوب جائے۔ ذرے ذرے کے ساتھ روح کا تعلق (بالاتر از فہم) رہتا ہے (المصالح العقلیہ سوم ص ۳۲۷)

حضرت مولانا سرفراز خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی مختلف عبارات نقل کر کے لکھتے ہیں ان تمام عبارات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ قبر میں عذاب وراحت کے سلسلہ میں بدن

مثالی سے تعلق ہوتے ہوئے بھی بدن مادی اور عنصری کے ذرے ذرے سے روح کا تعلق ہوتا ہے۔ اس حد تک بدن مادی اور عنصری سے تعلق تسلیم کر چکنے کے بعد عذاب وراحت کا تعلق بدن مثالی سے بھی ہو تو اس سے کسی نص یا جمہور کے مسلک پر کوئی زد نہیں پڑتی (تسکین الصدور ص ۳۱)

حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

اور روح انسانی جسم خاکی کی طرف عود کرتی ہے تو دو فرشتے منکر ونکیر بحکم خداوندی قبر میں آکر اس سے سوال کرتے ہیں (عقائد الاسلام ص ۵۹)

فقیہ العصر حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

مگر صحیح یہ ہے کہ جسم مادی ہی میں روح کا اعادہ ہوتا ہے مگر اسے ہم معلوم نہیں کر سکتے (احسن الفتاویٰ ص ۲۰۴ ج ۴)

دیگر اردو فتاویٰ میں بھی اس کی تصریح موجود ہے ملاحظہ ہو فتاویٰ محمودیہ (ص ۱۱۰ ج ۱۲) خیر الفتاویٰ ص ۱۸۰ ج ۱ آپ کے مسائل ص ۳۰۷ ج ۱ یہ چند عبارات بطور نمونہ ہم نے نقل کر دیں ورنہ معمولی جستجو سے درجنوں عبارات پیش کی جاسکتی ہیں ان سے یہ مسئلہ واضح ہو گیا کہ قبر میں پیش آنے والے معاملات کا تعلق مجموعہ روح وجسد سے ہے۔ جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھے اسے باختیار خود امام مقرر کرنا جائز نہیں امام ایسا شخص ہونا چاہیے جو صحت عقیدہ کے ساتھ ساتھ اپنے علم وعمل اور ورع اور تقویٰ میں پوری جماعت سے فائق ہو کما جاء فی الحدیث تاہم پڑھی گئی نمازوں کا اعادہ واجب نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

محمد ابراہیم مدرسہ فاروقیہ صادق آباد

۱-۲-۱۴۲۳ھ

مہر فتویٰ

دارالافتاء مدرسہ فاروقیہ تعلیم القرآن جامع مسجد فاروق اعظم علامہ اقبال روڈ الفلاح ٹاؤن صادق آباد۔

جواب (۸)

ازدارالافتاء جامعہ قاسم العلوم گلگشت کالونی ملتان

صورت مسؤلہ میں بشرط صحت سوال شخص مذکور ضال ومضل اور خارج از اہل سنت والجماعۃ ہے۔ اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ اکابر دیوبند کا ہرگز ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہے۔ اس شخص کو امامت سے فوراً ہٹا دیا جائے۔ اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔ اب تک جو نمازیں بے خبری میں اس کے پیچھے پڑھی گئی ہیں ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ قبول فرمالیں گے۔

فقط واللہ اعلم

حررہ منظور احمد

۶ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ ۱۹ مئی ۲۰۰۲ء

مفتی جامعہ قاسم العلوم ملتان پاکستان

مہر فتویٰ

دارالافتاء جامعہ قاسم العلوم گلگشت کالونی ملتان

جواب (۹)

ازدارالافتاء دارالعلوم کبیروالا ضلع خانیوال

الجواب حامداً ومصلیا

قبر مفرد ہے اس کی جمع قبور ہے عرفاً اور شرعاً قبر اس گڑھے کو کہا جاتا ہے جہاں موت کے بعد میت کو دفن کیا جاتا ہے۔ قرآن وسنت سے یہی ثابت ہے قبر کا تعلق نہ علیین کے ساتھ ہے اور نہ ہی اس کا محل وقوع سجین ہے۔ لہٰذا کوئی شخص امت کے متفقہ مسئلہ عذاب قبر ونعیمہ کا بالکل انکار کرتا ہے تو وہ شخص متعدد آیات قرآنیہ واحادیث متواترہ کے انکار کی وجہ سے کافر ہے دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ علامہ ابن ابی العز لکھتے ہیں۔

وقد تواترت الاخبار عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ثبوت عذاب القبر ونعیمه فیجب اعتقاد ثبوت ذالک والایمان به (شرح عقیدہ الطحاوی ص ۳۹۹)

اور اہل سنت کے ہاں عذاب وثواب قبر روح اور جسد دونوں کو ہوتا ہے چنانچہ ابن ابی العز فرماتے ہیں۔ وکذالک عذاب القبر یکون للنفس والبدن جمیعاً باتفاق اهل السنة والجماعة۔

(شرح عقیدۃ الطحاوی ص ۴۰۰)

اگر کوئی شخص ثواب وعذاب قبر کا بالکل انکار تو نہیں کرتا لیکن وہ غلط تاویلات کرتا ہے تو یہ شخص بدعتی وگمراہ ہے ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

آئندہ مکمل احتیاط کی جائے البتہ سابقہ نمازوں کا اعادہ مستحب ہے واجب نہیں ہے
اس کی بجائے صالح اور صحیح العقیدہ شخص کو امام مقرر کیا جائے۔

وفی الدر کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تعاد ای
وجوبا فی الوقت واما بعدہ فندبا (درمختار ج ا ص ۵۲۵)

وفی الھندیۃ قال المرغینانی تجوز الصلوٰۃ خلف
صاحب بدعۃ ولا تجوز خلف الرافضی والجھمی
والقدری والمتشبۃ ومن یقول بخلق القرآن وحاصلہ
ان کان ھوی لا یکفر بہ صاحبہ تجوز الصلوٰۃ خلفہ
مع الکراھۃ والا فلا (عالمگیری ج ا ص ۸۴)

حضرات صوفیاء کرام کے قول سے غلطی نہیں کھانی چاہیے ان کا یہ فرمان کہ
روح کو بدن مثالی دیا جاتا ہے جس پر سوال وجواب وراحت وعذاب ہوتا ہے
کیونکہ وہ یہ نہیں فرماتے کہ بدن مادی اور عنصری کا اس سوال وجواب وراحت
وعذاب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا بلکہ حضرات صوفیاء کرام کا یہ نظریہ ہے کہ بدن مثالی
کے ساتھ بدن عنصری ومادی بھی اس کاروائی میں برابر کا شریک ہوتا ہے۔ جیسا کہ
حکیم الامۃ مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ نے تصریح فرمائی
ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ غرض روح کا تعلق قبر کے ساتھ ضرور ہوتا ہے انسان میت
سے کلام کرسکتا ہے ارواح کا تعلق آسمان سے بھی ہوتا ہے جہاں اس کے لئے ایک
مقام ملتا ہے۔

پس یہ مسلمہ مسئلہ ہے۔ بجز اس گمراہ فرقے کے جو نفی بقائے روح کرتا ہے

۔ چند سطور بعد لکھتے ہیں ایسا ہی روح کا تعلق باوجود علیین وسجین کے تعلق کے بدن
کے ساتھ بھی ہے اور ضرور ہے مگر اس دنیا کی آنکھیں محسوس نہیں کرسکتیں کیونکہ عالم
غیب کے اسرار کو دنیادار کی آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔

(المصالح العقلیہ لاحکام النقلیہ ص ۱۲۷ اص ۱۲۸)

لہٰذا یہ کہنا کہ راحت یا عذاب صرف جسد مثالی کو ہوتا ہے جسد عنصری سے
اس کا کوئی تعلق نہیں یا یہ کہ عذاب وراحت یعنی قبر کا تعلق علیین یا سجین سے ہے حفرۂ
ارضی سے نہیں ہے یہ گمراہی ہے قرآن وسنت کی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے۔ قبر
کا محل وقوع زمین ہے۔

آیت ۱۔ واذا القبور بعثرت (پارہ ۳۰ سورۃ انفطارا)

آیت ۲۔ ثم اماتہ فاقبرہ (پارہ ۳۰ سورۃ عبس)

آیت ۳۔ افلا یعلم اذا بعثر ما فی القبور (پارہ ۳۰ سورۃ عادیات)

آیت ۴۔ ولا تقم علیٰ قبرہ (پارہ ۱۰ سورۃ توبہ)

مذکورہ آیات سے واضح ہوا کہ قبر اسی حفرۂ ارضیہ کا نام ہے جہاں حضور علیہ
السلام کو یہ حکم ملا "ولا تقم علیٰ قبرہ انھم کفروا باللہ" ظاہر ہے کہ
آنحضرت ﷺ نعوذ باللہ سجین میں تو نہ گئے تھے کہ آپ کو منع کیا گیا بلکہ آپ صلی اللہ
علیہ وسلم اسی حفرۂ ارضی پر تشریف لے گئے تھے جہاں سے آپ کو منع کیا گیا۔

مزید توضیح کے لئے چند احادیث:۔

۱۔ عن ابن عباس قال مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقبرین فقال

انهما ليعذبان وما يعذبان فی كبيرا ما احدهما فكان لا يستنزه من البول الخ (بخاری ج۱ص۳۵) (مسلم ج۱ص۱۴۱) (مشکوٰۃ ج۱ص۴۲)

۲۔ عن زيد بن ثابت قال بينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فی حائط لبنی النجار علی بغلة له ونحن معه اذاحادت به فكادت تلقيه واذا اقبر ستة او خمسة فقال من يعرف اصحاب هذه الاقبر قال رجل انا الخ (مسلم ج۲ص۳۸۶) (مشکوٰۃ ج۱ص۲۵)

ہر صاحب فہم جانتا اور مانتا ہے کہ بنونجار کا باغ سجین میں نہ تھا اور نہ ہی آپ ﷺ اور صحابہ کرام نعوذ باللہ سجین میں گئے تھے اور نہ ہی بغلہ سجین میں پہنچا اور ڈر گیا۔

۳۔ حضرت انس بن مالکؓ سے طویل حدیث مروی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں۔

ويضرب بمطارق من حديد ضربة فيصيح صيحة يسمعها من يليه غير الثقلين متفق عليه ولفظه للبخاری (مشکوٰۃ ج۱ص۲۵)

یعنی جن وانس کے علاوہ اس معذب اور مضروب بمطارق من حدید کی چیخ و پکار تمام قریبی چیزیں سنتی ہیں تو کیا غیر ثقلین سجین میں رہتے ہیں یا اسی حفرۂ ارضیہ کے قریب چرتے پھرتے ہیں۔

۴۔ حدیث ابو ہریرہ طویل روایت ہے جس میں مجرموں اور بدکردار لوگوں کے بارہ میں حکم ہوتا ہے۔

فيقال للارض التئمی عليه فتلتئم عليه فتختلف اضلاعه فلا يزال فيها معذبا حتّى يبعثه الله من مضجعه ذالک (رواہ الترمذی ج۱ص۱۲۷) (مشکوٰۃ ج۱ص۲۵)

مذکورہ آیات واحادیث سے واضح ہوا کہ قبر نام ہے اسی حفرہ ارضی کا جزاء وسزا کا محل یہی زمینی گڑھا ہے علیین وسجین کا قول کرنا خلاف عقل ونقل ہے یہی نظریہ ہے اہل حق طائفہ منصورہ علماء دیوبند کثر اللہ سوادھم کا اس کے خلاف نظریہ رکھنا گمراہی اور زندقہ ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ...... حامد حسن

دار العلوم کبیر والا

۲۲۔۷۔۱۴۲۳ھ

مہر فتویٰ

دار الافتاء دار العلوم کبیر والا ضلع خانیوال ۱۳۵۴۴/۴۶

جواب (۱۰)

ازدارالافتاء جامعہ امدادالعلوم الاسلامیہ پشاور صدر

الجواب وهو الموفق للصواب

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ موت کے بعد انسان جہاں ہوتا ہے وہ اس کا قبر ہے اسے ابتداء جزاء وسزاء اسی قبر میں ملتی ہے ۔قرآنی آیات اور احادیث کریمہ سے یہی ثابت ہوتا ہے۔

قوله تعالىٰ النار يعرضون عليها غدوا وعشيًا ويوم تقوم الساعة ادخلوا آل فرعون اشد العذاب.

(المؤمن آیت ۴۶)

وقوله تعالىٰ ولنذيقنهم من العذاب الادنىٰ دون العذاب الاكبر

احادیث میں مردے سے سوال وجواب اور عاصی کو عذاب وغیرہ کا ذکر ہے۔

☆ ابوداؤد کی روایت میں ہے۔

فيقول المؤمن ربى الله وديني الاسلام ونبي محمد صلى الله عليه وسلم ويقول الكافر هاه هاه لا ادرى

وقال عليه السلام ان القبر روضة من رياض الجنة او حفرة من حفر نيران (ترمذی،طبرانی)

وقال عليه السلام ان القبر اول منازل الآخرة فان نجا منه فما بعده ايسر منه وان لم ينج منه فما بعده

اشد منه (ترمذی،نسائی)

اور فقہ اکبر میں ہے

واعادة الروح الى العبد فى قبره حق وضغطة القبر حق وعذابه حق۔

امام موصوف کا عقیدہ چونکہ اہل سنت والجماعت کے عقائد کے خلاف ہے اس لئے اس کی امامت مکروہ ہے۔

كما فى الدر المختار ويكره امامة عبد ...... وفاسق واعمىٰ الا ان يكون اعلم القوم ومبتدع اى صاحب بدعة وهى اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندة بل بنوع شبهة ۔ درمختار ج اص ۵۶۰۔

جو نمازیں پڑھی گئی ہیں ان کا اعادہ واجب نہیں

فقط والله اعلم ......بندہ سبحان اللہ غفرلہ

دارالافتاء جامعہ امدادالعلوم الاسلامیہ پشاور صدر

۱۳صفر ۱۴۲۳ھ ۲۷۔۴۔۲۰۰۲

الجواب صحیح محمد حسن جان

مہر فتویٰ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ پشاور صدر......۱۳صفر ۱۴۲۳ھ

جواب (۱۱)

ازدارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

عذاب قبر کی جو تفصیل امام موصوف نے بیان کی ہے وہ اہل سنت والجماعت کے خلاف ہے کیونکہ تمام اہل سنت اہل حق اعادہ روح اور تعلق روح بجسد عصری کے قائل ہیں جیسا کہ آئندہ حوالوں سے معلوم ہوگا۔

۲۔ نبی کریم ﷺ نے علیین اور سجین کی زیارۃ اور سلام کے متعلق نہیں فرمایا بلکہ اسی زمینی قبر کی زیارۃ اور انہی اصحاب قبور کو سلام کرنے کا ارشاد فرمایا جیسا کہ تمام کتب حدیث میں مصرح (باب زیارۃ القبور مشکوٰۃ)

۳۔ اسی زمینی قبر کو آپ ﷺ نے جنت کی کیاری یا جہنم کا گڑھا قرار دیا۔ ان القبر روضة من رياض الجنة اوحفرة من حفر النيران رواه الترمذی۔

۱۔ حیات میت کے بارے میں ملا علی قاری حنفی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ تمام اہل حق (اہل سنت) کا اس پر اتفاق ہے کہ میت کو قبر میں اتنی حیات ضرور حاصل ہوتی ہے کہ جس سے وہ قبر کی رواحت اور تکلیف محسوس کرتا ہے۔

واعلم ان اهل الحق اتفقوا على ان الله تعالىٰ يخلق فی المیت نوع حیاة فی القبر قدر ما يتألم ويتلذذ الخ (شرح فقہ اکبر ص ۸۰)

۲۔ علم کلام کی مشہور کتاب خیالی کے حاشیہ خلاصہ ایوبی میں ہے کہ قبر میں میت زندہ ہوتا ہے اور عذاب وراحت اسی کو ہوتی ہے یعنی روح مع الجسد اور اس اہل سنت

والجماعت کا اتفاق ہے اور اس کے خلاف عقیدہ رکھنا (جیسا کہ مذکورہ مولوی صاحب کا ہے) معتزلہ اور روافض کا عقیدہ ہے (جو کہ یقیناً اہل سنت والجماعت سے خروج ہے) عبارت ملاحظہ ہو۔

اعلم اولا ان المذاهب فی هذا المقام ثلاثة الاول ا لمیت حی فی قبره فیعذب وهذا هو مذهب اهل السنة والحق والثانی جماد لایعذب ولا یدرک العذاب وهذا هو مذهب جمهور المعتزلة والروافض والثالث انه جماد یعذب وهذا مذهب الصالحية من المعتزلة ومذهب ابن جریر ومذهب طائفة من الكرامية .

خلاص الایوبی علی الخیالی ص ۱۱۸ ایک سوال کے جواب میں امام المحدثین سراج الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ رقمطراز ہیں۔

سوال: انسان را بعد الموت ادراک وشعور باقیماند وزائران خود را مے شناسد سلام وکلام ایشاں را مے شنود یا نہ؟

جواب: انسان را بعد الموت ادراک باقی میماند براین معنی شرع شریف وقواعد فلسفی اجماع دارند۔ اما در شرع شریف پس عذاب قبر وتنعیم القبر بتواتر ثابت است وتفصیل آں دفتر طویل میخواہد در کتاب شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور کہ تصنیف شیخ جلال الدین سیوطی است ودیگر کتب حدیث باید دید ودر کتب کلامیہ اثبات عذاب قبر مینمایند حتی کہ بعض اہل کلام منکر آند کافر میداند وعذاب وتنعیم بغیر

ادراک وشعور نمیتو اند شد (الی ان قال) وبالجملہ انکار شعور وادراک الموت اگر کفر نباشد درالحاد بودن اوشبہ نیست الخ۔ (فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۹۳)

۴۔ محدث کبیر امام نوویؒ رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قبر کا عذاب روح مع الجسد کو ہوتا ہے اور اہل سنت والجماعت اس کے قائل ہیں۔ ثم المعذب عند اھل السنة الجسد بعینه او بعضه بعد اعادة الروح الیه او الی جزء منه (نووی شرح مسلم ج ۲ ص ۳۸۶)

۵۔ علامہ سیوطی رحمہم اللہ اس پر اہل سنت کا اتفاق نقل فرماتے ہیں۔ ومحله الروح والبدن جمیعاً باتفاق اهل السنة . (شرح الصدور ص ۷۶)

۶۔ امام ابن القیم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اعادہ روح اور عذاب قبر روح مع الجسد پر اہل سنت کا اتفاق نقل فرمایا ہے ملاحظہ ہو (کتاب الروح ص ۷۵)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ اہل حق اہل سنت والجماعت کا اتفاقی اور اجماعی مسئلہ ہے کہ قبر سے مراد یہی زمینی قبر ہے اور روح کا تعلق بدن کے ساتھ ہوتا ہے اور روح میت میں لوٹائی جاتی ہے جس سے وہ قبر کی راحت اور عذاب محسوس کرتا ہے اور اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والا نہ دیوبندی ہے اور نہ ہی اہل سنت سے اس کا کوئی تعلق ہے بلکہ وہ معتزلی اور کرامیہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اہل سنت کو دھوکہ دینے کے لئے اپنے آپ کو دیوبندی اور اہل سنت ظاہر کرتا ہے۔ بنا بریں اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ جن لوگوں کو امام کے عزل ونصب کا اختیار دیا ہے یا جن کو اچھا امام مل سکتا ہے ان کی نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہوگی اور جو نمازیں اب تک پڑھ چکے ہیں ان کی قضا لازم نہیں ہے۔

فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

شبر محمد عفی عنہ...... خادم دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور۔

۲۶ محرم ۱۴۲۲ھ

مفتی حمید اللہ جان عفی عنہ

مہر فتویٰ...... رئیس دار الافتاء جامعہ اشرفیہ...... شارع فیروز پور لاہور

جواب (۱۲)

از دارالافتاء مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

اس بارے میں ''تسکین الصدور'' بغور مطالعہ کریں اس میں تمام سوالات واشکالات دفع ہوجائیں گے۔ اوراصلیت ونقلیت عیاں ہوجائے گی۔

انشاء اللہ العزیز

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

ابو عرباض محمد اقبال عفی عنہ

۲۳ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ ۱۷ اپریل ۲۰۰۲ء

نصرت العلوم گوجرانوالہ

مہر فتویٰ...... دارالافتاء مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ۔ پاکستان

جواب (۱۳)

از دارالافتاء جامعہ احیاء العلوم چوک ظاہر پیر ضلع رحیم یارخان

الجواب وهو الموفق للصواب ۔ اہل سنت علماء دیوبند کا عقیدہ یہ ہے کہ قبر ارضی میں جو جسد عنصری مدفون ہے اس کے ساتھ روح کا تعلق ہوتا ہے جس کی کیفیت اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے بنا بریں قبر ارضی میں تنعیم وتعذیب کا سلسلہ جاری رہتا ہے حوالہ کے لئے دیکھیں

مشکوٰۃ باب اثبات عذاب القبر ص ۲۵ واذا اقبر ستة او خمسة الخ . باب آداب الخلاء ص ۴۲ مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقبرین الخ . باب البکاء علی المیت ص ۱۴۹ لا توذ صاحب هذا القبر باب البکاء والخوف ص ۴۵۷ انا بیت التراب الخ

احادیث کے ان سب مقامات میں قبر سے مراد یہی ارضی قبر ہے۔ علاوہ ازیں فقہ اورعقائد کی کتب میں یہی عقیدہ مبرھن ہے۔ پیش امام صاحب کا عقیدہ مذکورہ فی السوال معتزلہ والا ہے بنا بریں اس کو امام بنانا جائز نہیں پڑھی ہوئی نمازیں واجب الاعادہ ہیں۔

خاکسار...... منظور احمد نعمانی

خادم مدرسہ احیاء العلوم ظاہر پیر

جواب (۱۴)

از دارالافتاء جامعہ اسلامیہ تنگی ضلع چارسدہ پشاور

الجواب وباللہ التوفیق

اہلسنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ راحت وعذاب قبر روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے۔جیسا کہ امام نوویؒ فرماتے ہیں۔ثم المعذب عند اهل السنة الجسد بعينه او بعضه بعد اعادة الروح اليه اوالىٰ جزء منه (شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۱۶) جو شخص بھی عذاب وراحت فقط روح کے ساتھ متعلق مانتا ہو وہ اہلسنت والجماعت سے نہیں۔مبتدع اور گمراہ ہے ایسے شخص کو امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح نہیں۔

ويكره امامة عبد الخ وفاسق الخ ومبتدع الخ صاحب بدعة وهى اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لابمعاندة (درمختار ج ۱ ص ۵۶۰)

واللہ اعلم بالصواب

محمد حسین ذاکر

دارالافتاء جامعہ اسلامیہ تنگی

المجیب مصیب .... محمد ادریس عفی عنہ

مہر فتویٰ ...... دارالافتاء فتویٰ نمبر ۱۱ جامعہ اسلامیہ تنگی ضلع چارسدہ

جواب (۱۵)

از دارالافتاء جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا لودھراں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب باسم ملهم الصواب

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ قبر میں مردے کو راحت وعذاب ہوتا ہے اور قبر اسی گڑھے کا نام ہے جو زمین پر بنایا جاتا ہے۔

عن ابن عباسؓ مر النبى صلى الله عليه وسلم بقبرين فقال انهما ليعذبان وما يعذبان فى كبرٍ ......ثم اخذ جريدة رطبة فشقها بنصفين ثم غرز فى كل قبرٍ واحدة (مشکوٰۃ شریف ج ۱ ص ۴۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس قبر کے پاس سے گذرے تھے وہ زمین پر ہی موجود تھی ایسے ہی قبر پر آپ نے شاخیں گاڑیں وہ بھی اسی زمین پر تھی اور اسی گڑھے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر فرمایا ہے اور قبر میں عذاب وراحت روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے اور قبر میں جسم میں ایک قسم کی حیات ہوتی ہے جس سے مردہ قبر میں عذاب کا، دکھ سکھ کا رنج وراحت وغیرہ کا ادراک کر سکتا ہے اور اتنی ہی حیات کافی ہے اور ایسی حیات جائز بھی ہے اور ممکن بھی ہے۔

اعادة الروح الى العبد فى قبره حق اعلم ان اهل الحق اتفقوا علىٰ ان الله تعالىٰ يخلق فى ا لميت نوع

حیاۃ فی القبر قدر ما یتالم او یتلذ ذ (فقہ اکبر ص ۱۲۲)

وکذالک عذاب القبر یکون للنفس والبدن جمیعاً

باتفاق اھل السنۃ والجماعۃ

(شرح عقیدہ الطحاوی ص ۳۳۰)

ولا یرد تعذیب المیت فی قبرہ لانہ توضع فیہ

الحیاۃ عند العامۃ بقدر الحس بالالم

(شامی ج ۳ ص ۲۰۱)

اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ عذاب قبر کے متعلق یہی ہے اس سے ہٹ کر عقیدہ رکھنے والا شخص فاسق ہے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے اور سابقہ اداء شدہ نمازوں کے بارے میں استغفار کرنا چاہیے اللہ عقیدہ حقہ پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطاء فرمائے

فقط واللہ اعلم بالصواب

حررہ ظفر اقبال

مفتی جامعہ اسلامیہ باب العلوم شہر کہروڑ پکا

۹-۳-۱۴۲۳ھ

مہر فتویٰ...... دارالافتاء جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا

جواب (۱۶)

از دارالافتاء جامعہ انوریہ حبیب آباد طاہر والی ضلع بہاول پور

پیش امام کی جزاء وسزا قبر سے متعلق یہ تشریح اور اس طرح کا نظریہ وعقیدہ جو جسم مثالی کے بارے میں مندرجہ فی السوال ہے سراسر غلط اور بے بنیاد ہے نہ تو قرآن وحدیث کے مطابق ہے اور نہ ہی اہلسنت والجماعت کے عقیدہ سے موافق اور بزرگان علماء دیوبند کے نظریات سے تو کوسوں دور ہے چنانچہ قرآن وحدیث میں ہے۔ النار یعرضون علیها غدوا وعشیا ۔ وان للذین ظلموا عذاباً دون ذالک القرآن ان آیات اور ان جیسی دوسری آیات میں عذاب برزخ کا بیان ہے جس کی صورت اور کیفیت کا بیان احادیث میں آیا ہے کہ یہ عذاب روح اور جسم عنصری کو ہوتا ہے چنانچہ احادیث میں ہے۔

۱۔ عن براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال خرجنا مع النبی ﷺ فی جنازۃ رجل من الانصار فانتهینا الی القبر ولما یلحد فجلس الی ان قال فتعاد روحہ فی جسدہ فیاتیہ ملکان الحدیث

(رواہ احمد مشکوٰۃ شریف ص ۱۴۲)

۲۔ عن انسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ۔ ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولّی عنہ اصحابہ انہ یسمع قرع نعالهم اتاہ ملکان الحدیث متفق علیہ ص ۲۴

۳. عن زید بن ثابتؓ قال بینا رسول الله ﷺ فی حائط لبنی النجار علی بغلة له ونحن معه اذ حادت به فكادت تلقيه متفق عليه اذا اقبر ستة او خمسة فقال من يعرف اصحاب هذه الاقبر قال رجل انا الحديث (رواه مسلم ص ۲۵)

۴. عن ابن عباسؓ قال مر النبی ﷺ بقبرين فقال انهما ليعذبان وما يعذبان فی كبير ثم اخذ جريدة رطبة فشقها بنصفين غرزفی كل قبر واحدة الحديث متفق عليه (ص ۴۱)

۵. وعنه وعثمانؓ قال كان النبی ﷺ اذا فرغ من دفن الميت وقف عليه الحديث رواه ابو دائود ص ۳۶)

۶. عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال رسول الله اسرف رجل علی نفسه فلما حضره الموت اوصی بنيه اذا مات فحرقوه ثم اذروا نصفه فی البرّ وفی البحر فو الله لئن قدر الله عليه ليعذبه عذابا لا يعذبه احد امن العٰلمين فلما مات فعلوا به ما امرهم فامر الله البحر فجمع ما فيه مجمع ما فيه وامرا البحر مجمع ما فيه ثم قال له ثم فعلت هذا قال من خشيتک يا رب وانت اعلم به فغفرله(متفق عليه ص ۲۰۷)

ان حدیثوں سے کھلا مکھلا واضح اور مثل نصف النہار روشن ہوتا ہے کہ جزاء وسزاء کا معاملہ روح سمیت زمینی قبر میں رکھے ہوئے جسد عنصری سے ہوتا ہے جس میں روح کا عود اور تعلق اس کی شان کے مطابق ہوتا ہے چنانچہ حدیث کا جملہ تعاد روحہ اس پر دال ہے اس لئے کہ عود وہاں سچا آتا ہے جہاں پہلے رہا ہو دینوی زندگی میں تو روح یقیناً جسد عنصری میں تھی جسد مثالی میں تو تھی ہی نہیں لیکن اس میں عود کیسے صحیح ہو صادق مصدوق ذات گرامی کی حدیث میں لفظ تعاد روحہ ہے تنفخ تو نہیں۔

۲۔ اسی طرح قرع نعال کا سماع بھی زمین میں مدفون جسد عنصری کے بارے میں ہے نہ کہ جسد مثالی کے بارے میں کیونکہ دفن کرنے والے تو اسی قبر ارضی سے لوٹتے ہیں جس میں جسد عنصری رکھا ہوا ہوتا ہے نہ جسد مثالی۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ کی خچر کا بدکنا اور ڈرنا انہیں زمینی قبروں کے قریب تھا جن میں اجساد عنصریہ مدفون تھے نہ کہ اجساد مثالیہ۔

۴۔ مزید برآں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی شاخ کا نصف، نصف انہیں ارضی قبروں میں گاڑھی تھیں جن میں جسد عنصریہ رکھے ہوئے تھے نہ کہ جسدین مثالیہ

۵۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم دفن کے بعد ارضی قبر پر ٹھہرے رہتے تھے جس میں جسد عنصری مدفون ہوتا تھا نہ کہ جسم مثالی۔

۶۔ اسی طرح رجل سرف علی نفسه نے اپنے جسد عنصری کے جلانے کی وصیت کی تھی اور اس جسم کی خاکستر ہوا میں اڑانے اور سمندر میں ڈالنے کے لئے کہہ رکھا تھا اللہ تعالیٰ نے بھی اسی جسم عنصری کی خاکستر کو جمع کرنے کے بارے میں بحر وبر کو حکم فرمایا تھا نہ کہ جسم مثالی کے بارے میں یہ ساری کاروائی ہوئی تھی۔

یہ تو ہوا پیش امام کا مسئلہ زیر بحث میں غلط نظریہ غلط عقیدہ پر قرآن وحدیث کی روشنی میں رغم انف نیز پیش امام کا یہ عقیدہ اور نظریہ عقلاً بھی نادرست اور بے وقوفانہ ہے اس لئے کہ نیکی یا برائی کو روح سے مل کر جسم عنصری کرے اور اس نیکی یا برائی کا صلہ بصورت انعام یا سزا جسم مثالی یعنی فوٹو کو ملے کوئی انصاف منصف ایسا کرنا گوارا نہیں کرتا چہ جائیکہ اللہ تعالیٰ کی ذات جس کی صفت لیس بظلام للعبید " ہے ایسا کرے تعالی اللہ عن ذالک علوًا کبیرا

پیش امام کا قبر کی جزاء وسزاء کے بارے میں یہ غیر واقعاتی عقیدہ اور نظریہ اہل السنت والجماعت اور علماء دیوبند جو کہ تمام بزرگان حق پرست اور حق کے پیروکار قرآن وحدیث کے مفہوم کو سمجھنے میں ذہن ثاقب اور ید طولیٰ رکھتے تھے ان نظریات کے مطابق کیسے ہوسکتا ہے جبکہ قرآن وحدیث کے سراسر خلاف اور غیر واقعاتی ہے الغرض پیش امام کا یہ عقیدہ اور نظریہ نہ تو قرآن وحدیث کے موافق ہے اور نہ اہل سنت والجماعت اور نہ علمائے دیوبند کے نظریات وعقائد کے مطابق بلکہ فتویٰ میں نرمی ملحوظ رکھتے ہوئے قرآن وحدیث کے مفہوم میں تحریف نہ بھی کہیں تو تاویل فاسد اور مغالطہ ضرور ہے۔ مناسب ہے کہ پیش امام کو منصب امامت سے ہٹا دیا جاوے اس کی اقتداء میں ادا کردہ نمازیں قضاء نہ کرسکیں تو آئندہ کے لئے اس سے اقتداء کے بارے میں احتیاط ضرور کی جاوے۔

المجیب مصیب بعون اللہ تعالیٰ

حاجی احمد عفا اللہ عنہ

استاذ الحدیث جامعہ انوریہ حبیب آباد طاہر والی

جواب (۱۷)

از دار الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

عذاب قبر کے بارے میں مذکورہ شخص کا نظریہ درست نہیں اور یہ اہل سنت والجماعۃ کے عقیدہ کے خلاف ہے۔

اہل سنت والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ راحت وعذاب قبر روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے۔ ائمہ اربعہ اس پر متفق ہیں معتزلہ اور روافض کا عقیدہ ہے کہ راحت وعذاب قبر فقط روح پر ہے۔

☆ فتح الباری میں ہے۔

ذهب ابن حزم وابن هبيرة الى ان السوال يقع على الروح فقط وخالفهم الجمهور فقالوا تعاد الروح الى الجسد او بعضه كما ثبت فى الحديث ولو كان على الروح فقط لم يكن للبدن بذلك اختصاص (ج ۳ ص ۱۸۵)

☆ امام نوویؒ شرح صحیح مسلم ص ۳۸۶ ج ۳ میں فرماتے ہیں۔

ثم المعذب عند اهل السنة الجسد بعينه او بعضه بعد اعادة الروح اليه او الى جزء منه

(بحوالہ خیر الفتاویٰ ج ا ص ۱۸۱)

لہٰذا اس تفصیل کی روشنی میں ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے کسی صحیح عقیدہ

والے شخص کو امام بنایا جائے۔ پڑھی ہوئی نمازیں لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالحکیم

۱۶-۱-۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح

عبدالستار عفی عنہ

مہر فتویٰ...... دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

جواب (۱۸)

ازدارالافتاء جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور۔

الجواب بسم اللہ حامدا و مصلیا

یہ عقیدہ بدعت کا ہے۔ اہل سنت کا نہیں ہے اس لئے ایسے امام کو باقی رکھنا درست نہیں ہے۔ بدعتی کے پیچھے نماز ہو تو جاتی ہے لیکن جانتے بوجھتے ہوئے اور امام کو ہٹانے پر قدرت بھی ہو مکروہ تحریمی ہوتی ہے ورنہ نہیں۔ جو نمازیں پہلے پڑھی گئیں ان کو لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ آگے احتیاط کریں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالواحد غفرلہ

۲۴ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ

مہر فتویٰ...... مرکزی دارالافتاء جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

جواب (۱۹)

مدرسہ عقیدۃ الاسلام وجامع مسجد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کراچی

یہ پیش امام صاحب مسلک اہل السنّت والجماعت دیوبند سے خارج ہے اوران کے اقتداء میں نماز مکروہ ہیں یہ عذاب وثواب قبر کے منکر ہیں لوگوں کو فریب اوردھوکہ دینا چاہتے ہیں یہ اکابر کے مسلک پر نہیں۔

نور اللہ رشیدی

مہر فتویٰ

مدرسہ عقیدۃ الاسلام وجامع مسجد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

بمقام عقب الآصف اسکوائرنزد انڈس پلازہ سہراب گوٹھ کراچی۔38

جواب (۲۰)

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

واضح رہے کہ جمہور علماء اہل سنت والجماعت کے نزدیک قبر زمین کے اس حصے کو کہتے ہیں جس میں مردہ انسان کو دفن کیا جاتا ہے دوسرے لفظوں میں مردہ انسان کے مدفن کو قبر کہا گیا ہے۔۔قرآن وحدیث اور لغت میں بھی مدفن ہی کو قبر کہا گیا۔چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔

”حتیٰ زرتم المقابر“ (سورۃ التکاثر پ۳۰)

ترجمہ: یہاں تک کہ جادیکھے قبریں۔

دوسری جگہ پر ہے۔

”ولا تصل علی احدٍ منهم مات ابدًا ولاتقم علیٰ قبره“ (سورۃ التوبہ پ۱۰)

ترجمہ: اورنماز نہ پڑھ ان میں سے کسی پر جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو ان کی قبر پر۔

اورسورۃ عبس میں ہے۔

”ثم اماته فاقبره ، ثم اذا شاء انشره“ (پ۳۰)

ترجمہ: پھراس کو مردہ کیا، پھر قبر میں رکھوادیا اس کو۔ پھر جب چاہا اٹھا نکالا اس کو۔ مندرجہ بالا آیات میں لفظ قبر وغیرہ کا اطلاق مردہ جسم کے مدفن پر کیا گیا ہے۔ان آیات سے قبر کا مفہوم متعین ہوجاتا ہے اور بے شمار احادیث میں قبر کا

لفظ استعمال ہوا ہے اور ہر جگہ قبر سے مردہ انسان کا مدفن ہی مراد ہے۔

بخاری شریف میں ہے۔

"لعن الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجدا لولا ذالک ابرز قبرہ" (ص۱۸۶ج۱ط) قدیمی)

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ پر لعنت کرے کیونکہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا اسی خطرہ کے پیش نظر حضورِ اقدس ﷺ کی قبر اطہر کو ظاہر نہیں کیا گیا۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

۱۔ عن عائشۃؓ قالت کنت ادخل بیتی الذی فیہ رسول اللہ ﷺ وانی واضع ثوبی واقول انما ھو زوجی وابی فلما دفن عمرؓ معھم فو اللہ مادخلت الا وانا مشددۃ علیَّ ثیابی حیاء من عمر۔ (ص۱۵۴ج۱ط، سعید)

ترجمہ: حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میرے حجرے میں رسول کریم ﷺ مدفون تھے میں بغیر برقعے کے چلی جایا کرتی تھی اور کہتی تھی کہ ایک میرے خاوند ہیں اور دوسرے میرے والد ماجد ہیں لیکن جب حضرت عمرؓ وہاں دفن ہوئے تو میں وہاں برقعہ پہن کر جاتی تھی کیونکہ حضرت عمرؓ کا حیا مانع تھا۔ ان روایات میں قبر کا لفظ زمین کے اس حصہ پر بولا گیا ہے جہاں مردہ انسان کو دفن کیا گیا ہے۔ یعنی قبر بمعنی مدفن ارضی۔ جمہور اہل سنت والجماعت کی طرح امام بخاریؒ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اسی قبر میں نکیرین آتے ہیں اسی قبر میں سوال وجواب ہوتا ہے۔ اسی میں

حساب وکتاب ہوتا ہے اسی قبر کو اعمال کے مطابق جنت کا باغ اور جہنم کا گڑھا بنایا جاتا ہے۔

امام بخاریؒ نے قبر کا معنیٰ مدفن کیا یعنی جائے دفن کیا ہے۔ اور اس پر باب قائم کیا ہے اور قرآن وحدیث سے دلیلیں بیان کی ہیں۔

چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔

"باب ماجاء فی قبر النبی ﷺ وابی بکرؓ وعمرؓ فاقبرہ اقبرت الرجل اذاجعلت لہ قبراً و قبرتہ دفنتہ کفاتاً تکرنون فیھا اَحیاء وتدفنون فیھا امواتاً" (ص۱۸۶ط، قدیمی)

ترجمہ: باب آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کی قبروں کے بیان میں سورۃ عبس میں جو آیا ہے فاقبرہ تو عرب لوگ کہتے ہیں (اقبرت الرجل اقبرہ) یعنی میں نے اس کے لئے قبر بنائی اور (قبرتہ) کے معنی میں نے اس کو دفن کیا اور سورۃ المرسلات میں جو (کفاتاً) کا لفظ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ زندگی بسر کرو گے اور مر کر بھی اس میں گڑو گے۔

علیین اور سجین کے بارے میں قرآن پاک میں ہے۔

"کلا ان کتاب الفجار لفی سجین وما ادرٰک ماسجین" (سورۃ المطففین پ۳۰)

اور یہی کچھ علیین کے متعلق اسی صورت میں فرمایا۔

"کلا ان کتاب الابرار لفی علیین وماادرٰک ما علیون" (پ۳۰)

یعنی وہ نامہ اعمال کا دفتر ہے: بدکار لوگوں کے نامہ اعمال سجین میں ہیں

اور نیک لوگوں کے نامہ اعمال علیین میں رکھے جاتے ہیں۔ لہٰذا قرآن شریف کی
تصریح کے مطابق وہ تو ایک دفتر ہے قرآن پاک میں ان کو جزاء وسزاء کا مقام نہیں
بتایا گیا۔ جیسا کہ تسکین الصدور میں ہے۔ ایک اور روایت میں آتا ہے۔

ان ا لمیت اذا وضع فی قبرہ انہ یسمع خفق نعالھم حین
یولون مدبرین الحدیث (موارد الظمآن ص ۱۹۷ واللفظ لہ (بخاری
ص ۱۷۸ ج ۱) مسلم ص ۳۸۶ ج ۱)

ترجمہ: میت جب قبر میں رکھی جاتی ہے دفن کرنے والے جس قبر سے
واپس ہوتے ہیں تو وہ یہی حسی قبر ہے اور گڑھا ہوتا ہے۔ کیونکہ دفن کرنے والوں کی
رسائی علیین اور سجین تک نہیں ہوتی۔

مستدرک حاکم میں ہے۔

فاذا ھو رجل یمشی بین القبور وعلیہ نعلان فناداہ یا
صاحب السبتیتن الق سبتیتک الحدیث (موارد الظمآن ص ۲۰۱
(مستدرک حاکم ص ۳۸۳ ج ۱)

ترجمہ: آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک شخص جوتی پہن کر قبروں کے درمیان
چل رہا تھا آپ ﷺ نے اس کو آواز دی اور فرمایا کہ اے جوتیاں پہن کر چلنے
والے اپنی جوتیاں اتار۔

ظاہر امر ہے کہ وہ شخص حسی قبروں کے درمیان جوتیاں پہن کر چل رہا تھا
علیین اور سجین کے برزخی مقام میں نہ تھا'' (بحوالہ تسکین الصدور ص ۹۰)

برزخ کا لغوی معنیٰ آڑ اور پردہ ہے اور قرآن مجید میں یہ لفظ اسی معنیٰ میں

استعمال ہوا ہے اور علماء اسلام کے نزدیک موت سے لے کر قیام قیامت تک کے
درمیانی وقت کو اور زمانہ کو برزخ کہتے ہیں کیونکہ عالم آخرت اور عالم دنیا کے
درمیان زمانہ آڑ اور پردہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ موت سے لے کر قیامت تک کی
کاروائی پردہ میں ہوتی ہے۔ شاید اسی وجہ سے اسے عالم برزخ کہتے ہیں۔ اور
واضح رہے کہ برزخ مردہ انسان کے لئے ظرف زمان ہے اور مرنے کے بعد آدمی
روح اور جسد سمیت عالم برزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔ جو مردہ چارپائی پر پڑا ہو وہ
عالم برزخ میں داخل ہو چکا ہے اور جس کو لوگ کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں وہ بھی
عالم برزخ میں ہے اور جس کو قبر میں دفن کر دیا وہ بھی برزخ میں ہے۔ لہٰذا برزخ
سے کوئی علیحدہ قبر یا مثل جسد مراد لینا درست نہیں۔ اگر ہم اس قبر کو علیین یا سجین میں
مراد لیں تو پھر یہ ظرف مکان ہو جائے گا جو درست نہیں ہے۔ حالانکہ یہ ایک عالم
ہے اور زمانہ ہے۔ لہٰذا جب اس دنیا کے مدفن اور علیین اور سجین، برزخ ایک عالم
ہیں جو ظرف زمان کی حیثیت رکھتا ہے تو پھر جسد مثالی جس کا ذکر سوال میں کیا
گیا ہے اگر دیکھا جائے تو عالم دنیا میں نیکی اور برائی روح اور جسد کے اشتراک عمل
سے وجود میں آتی ہے اور روح بغیر جسد کے کوئی کام سرانجام نہیں دے سکتی اور اکیلا
جسم بھی روح کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتا جب دونوں مل جاتے ہیں تو نیکیاں اور
برائیاں عمل میں آتی ہیں لہٰذا جب نیکیاں اور برائیاں دونوں نے مل کر کی ہیں تو جزا
وسزا بھی ان دونوں کو ملا کر دینا عین انصاف ہے صرف روح کو جزاء اور سزا دینا اور
جسد کو جزاء وسزا سے مستثنیٰ کر دینا ظلم اور ناانصافی ہے۔ جس سے اللہ پاک کی ذات
منزہ اور برتر ہے۔ قرآن پاک میں ہے۔

ان الله لا يظلم الناس شيأ (سورۃ یونس آیت ۴۴ پ ۱۱)

دوسری جگہ پر ہے۔ "وما ربک بظلام اللعبید" (سورۃ فصلت پ ۲۴)

جو لوگ صرف روح کے لئے تو جزاء وسزاء تجویز کرتے ہیں اور جسم کو محروم سمجھتے ہیں۔ وہ لوگ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کی طرف ظلم کی نسبت کرتے ہیں حالانکہ اللہ کریم ہر قسم کے ظلم سے پاک ہیں۔ شامی میں ہے۔

"ولا يرد تعذيب ا لميت فی قبره لانه توضع فيه الحياة عند العامة بقدر الحسن بالالم" (ص ۲۰۱ ج ۳ سعید)

ملا علی قاریؒ مرقاۃ میں فرماتے ہیں:

"فتعاد روحه فی جسده ظاهر الحديث ان عودا لروح الی جميع اجزاء بدنه فلا النغات الی قول البعض بان العود انما يكون الی البعض"

امام ابوبکر جصاصؒ رازی فرماتے ہیں:

"ماذا ان يكون المومنون قداحيو قبورهم قبل يوم القيامة وهم منعمون فيها جازا ان يحی الكفار فی قبورهم فيعذبوا"

(احکام القرآن ص ۱۰۸ ج ۱ ط) مصر)

لہٰذا اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ راحت وعذاب قبر روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے اور کوئی جسد مثالی کو نہیں ہوتا بلکہ اسی جسد عنصری کو جو دنیا کی قبر میں ہوتا ہے اس کو عذاب دیا جاتا ہے لہٰذا صورت مسؤلہ میں مذکورہ پیش امام صاحب کا عذاب قبر کے متعلق جو عقیدہ اور نظریہ ہے وہ غلط ہے اور قبر کی جو تشریح امام صاحب نے کی

ہے وہ بھی جمہور اہلسنت کے مسلک کے خلاف ہے جیسا کہ تسکین الصدور میں ہے علماء دیوبند کے نظریات عذاب قبر کے متعلق تو یہ ہیں کہ ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک قبر میں ثواب وعقاب کا تعلق روح اور جسم دونوں کے ساتھ رہتا ہے اور جسم سے جسم عنصری مراد ہے نہ کہ مثالی جو کہ حقیقی جسم نہیں بلکہ عالم مثال میں جسم کا عکس ہے۔ (کما صرح بہ مجدد الف ثانی) اور جیسا کہ کتب عقائد میں مذکور ہے کہ (ان المیت اذامات یکون فی نعیم او عذاب وان ذٰلک تحصل لروحه وبدنه) کتاب الروح یہی اکابر دیوبند کا مسلک ہے۔ (بحوالہ تسکین الصدور ۳۱)

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ فرماتے ہیں۔

"قبر کا عذاب وثواب عالم غیب کی چیز ہے اس لئے اس کو ہماری نظروں سے پوشیدہ رکھا گیا جس طرح خواب کے احوال بیداری والوں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔ جن لوگوں کو دفن نہیں کیا جاتا کیا بعید ہے کہ ان کے لئے فضا ہی کو قبر بنا دیا جائے بہرحال عذاب قبر کا انکار کرنا یا نصوص کے برخلاف "قبر" میں تاویلیں کرنا تقاضائے ایمان وانصاف کے خلاف ہے" (آپ کے مسائل اور ان کا حل" ص ۵۴۰، ج ۱۰، مکتبہ لدھیانوی) لہٰذا اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ عذاب قبر جسد مع الروح کو ہوتا ہے اور آئمہ اربعہ اس پر متفق ہیں اور یہ عقیدہ کہ عذاب صرف روح کو ہوتا ہے معتزلہ کا ہے لہٰذا یہ شخص اہل سنت والجماعت سے خارج ہے خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی اپنے عقائد فاسدہ سے گمراہ کرتا ہے۔ بدعتی اور فاسق ہے لہٰذا اس کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔ ہاں جو نمازیں پہلے لاعلمی میں پڑھی جا چکی ہیں وہ ہو چکی ہیں۔ آئندہ جان بوجھ کر ایسے شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھی

جائے ورنہ نماز مکروہ تحریمی ہوگی کیونکہ اس امام صاحب کا عقیدہ صحیح نہیں ہے۔

جیسا کہ مرقاۃ میں ہے۔

"فان اللہ تعالیٰ یعلق روحه الذی نارته بجزئه الا صلی الباقی من اوّل عمره الی آخره المستمر علی حاله حالتی النحو والذبول الذی متعلق به الروح اولا فیحیا ویحیا بحیاته سائر اجزاء البدن" ص۲۰۳ ج۱ سعید

فتاویٰ شامی میں ہے۔

وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لأمر دينه وبأن فى تقديمه للامامة تعظيمة وقد وجب عليهم اهانته شرعاً" ص۵۶۰ سعید، ج۱۔

اور خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے۔

"ولا يجوز الصلوٰة خلف من ينكر الشفاعة النبى ﷺ. وينكر الكرام الكاتبين وعذاب القبر وكذا من ينكر الرؤية لانه كافر" ص۱۴۹، ج۱)

اور فتح القدیر میں ہے۔

ولا تجوز الصلوٰة خلف منكر الشفاعة والرؤية وعذاب القبر والكرام الكاتبين لانه كافر لتوادث هذه الامور. عن الشارع ﷺ" (ص ۲۴۷ مصر)

فقط واللہ سبحانہ اعلم

کتبہ: عمر فاروق زبیر متخصص فی الفقہ الاسلامی

الجواب الصحیح......

مفتی عبد المجید صاحب دین پوری

محمد انعام الحق

مفتی عبد السلام

مہر فتویٰ

دار الافتاء جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

''خلاصۃ الفتاویٰ ایک نظر میں''

باسمہ تعالیٰ

کتاب کے آخر میں سیدی وسندی واستاذی المکرّم محقق وقت فاتح مماتیت حضرت مولانا نور محمد صاحب قادری تونسوی مدظلہ کے حکم پر تمام فتاویٰ جات کا لب لباب اور خلاصہ بیان کیا جاتا ہے ویسے تو تمام فتاویٰ جات کا ایک ایک پہلو قابل مطالعہ ہے کیونکہ یہ ایک علمی ذخیرہ ہے اور ثواب وعذاب قبر کی صحیح صورت پر دلائل کا انبار ہے اور عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکرین کے تمام شکوک وشبہات کا ایک مسکت جواب ہے اور خصوصاً اس کتاب کا پیش لفظ جس میں شیخ تونسوی مدظلہ نے مسئلہ حیات قبر کے بارے میں مسلک اہل سنت والجماعت علمائے دیوبند کی کما حقہ ترجمانی کی ہے جس کی ایک ایک جزی سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے اور جس کا مطالعہ کرنا ہر صاحب ذوق قاری اور تحقیق کے میدان میں قدم رکھنے والے ہر محقق کے لئے ضروری ہے اور تحقیقی میدان میں سبقت چاہنے والے شاہ سواروں کے لئے ایک منزل ہے اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام سنی مسلمانوں کو اس کتاب سے مستفید ہونی کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت مؤلف اور تمام مشائخ ومفتیان کرام کے لئے اس کتاب کو زاد آخرت بنائے ۔ باقی رہا مجموعہ فتاویٰ کا خلاصہ اس کے لکھنے کی ضرورت اس لئے درپیش آئی تاکہ ایک نظر دوڑانے والے حضرات بھی کتاب کی اصل افادیت سے محروم نہ رہیں اب آیئے دیکھتے ہیں تمام فتاویٰ جات کا خلاصہ ایک نظر میں۔

فتویٰ نمبر (۱) از دارالافتاء جامعہ مخزن العلوم خانپور

اسمائے گرامی مشائخ کرام ومفتیان عظام

(۱) مرشد العلماء والصلحاء حضرت مولانا میاں مسعود احمد صاحب دین پوری دامت برکاتہم العالیہ

(۲) جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا امیر محمد صاحب تونسوی مدظلہ شیخ الحدیث جامعہ مخزن العلوم خان پور

(۳) شیخ الحدیث حضرت مولانا خلیل الرحمٰن صاحب ڈاہر مدظلہ

(۴) استاذ الحدیث حضرت مولانا محمد لقمان صاحب مدظلہ

(۵) استاذ الحدیث حضرت مولانا محمد حسین شاہ صاحب مدظلہ

(۶) حضرت مولانا مفتی محمد طاہر صاحب مدظلہ رئیس دارالافتاء جامعہ ہذا

(۷) حضرت مولانا خلیل الرحمٰن صاحب درخواستی مدظلہ

(۸) حضرت مولانا مفتی عبدالعزیز صاحب مدظلہ

(۹) حضرت مولانا مفتی الیاس زمان صاحب مدظلہ

(۱۰) حضرت مولانا مفتی محمد اسمٰعیل صاحب مدظلہ

(۱۱) حضرت مولانا مفتی محمد یونس صاحب واثقی مدظلہ

خلاصہ: یہ تمام حضرات متفقہ طور پر یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ ایسا امام جو عذاب قبر کی صحیح صورت کا منکر ہے وہ اہلسنت والجماعت میں نہیں اور ایسے عقیدہ والے کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔

فتویٰ نمبر (۲) از دارالافتاء جامعہ اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی

اسمائے گرامی مفتیان کرام:۔

(۱) حضرت مولانا مفتی عبدالحمید صاحب ربانی مدظلہ

رئیس دارالافتاء جامعہ اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی۔

(۲) مفتی اللہ نور صاحب مدظلہ۔

خلاصہ: مذکورہ امام اس مسئلہ میں اہلسنت والجماعت کے متفقہ عقیدہ سے خارج ہیں اگر اپنے نظریہ سے رجوع نہ کریں تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

فتویٰ نمبر (۳) از دارالافتاء دارالعلوم مدنیہ بہاول پور

اسمائے گرامی مفتیان کرام:۔

(۱) شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عطاء الرحمٰن صاحب مدظلہ مدیر دارالعلوم مدنیہ بہاول پور

(۲) حضرت مولانا مفتی احمد سفیان صاحب مدظلہ

(۳) حضرت مولانا محمد یوسف الحسینی صاحب مدظلہ

خلاصہ: ایسا شخص اہلسنت والجماعت سے خارج ہے اور ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں ان کے پیچھے پڑھی جانے والی نمازیں واجب الاعادہ ہیں۔

فتویٰ نمبر (۴)......از دارالافتاء جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

اسمائے گرامی مفتیان کرام:۔

(۱) حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب دامت برکاتہم العالیہ

(۲) مفتی اعظم پنجاب حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی دامت برکاتہم

(۳) حضرت مولانا مفتی محمد ادریس صاحب مدظلہ

خلاصہ: ایسا شخص یقیناً اہل سنت والجماعت سے خارج ہے اور اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

فتویٰ نمبر (۵) از دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

اسمائے گرام مفتیان کرام:۔

(۱) حضرت مولانا مفتی محمود اشرف صاحب مدظلہ نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی (۲) حضرت مولانا مفتی عبدالمنان صاحب مدظلہ

(۳) حضرت مولانا مفتی محمد مصدق صاحب مدظلہ

خلاصہ: مذکورہ عالم صاحب کے نظریات قرآن وسنت اور علمائے اہل سنت والجماعت کی تعبیرات کے خلاف ہیں لہٰذا ان کو اپنے اختیار سے امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔

فتویٰ نمبر (۶) از دارالافتاء جامعہ احسن العلوم گلشن اقبال کراچی

اسمائے گرامی مفتیان کرام:۔

(۱) حضرت علامہ مولانا مفتی زرولی خانصاحب دامت برکاتہم العالیہ

(۲) مفتی لطیف اللہ عاصمی مدظلہ، متخصص فی الفقہ الاسلامی

خلاصہ: صورت مسئول عنہا میں امام صاحب کا عقیدہ اہل سنت والجماعت (قرآن وحدیث) کے مخالف ہے ایسا عقیدہ رکھنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے اور یہ شخص مرتد کے حکم میں ہے لہٰذا ایسے امام کے لئے تجدید ایمان اور تجدید نکاح

ضروری ہے اور اس کی اقتداء میں پڑھی گئی نمازیں واجب الاعادہ ہیں۔

فتویٰ نمبر ۷ از دار الافتاء مدرسہ فاروقیہ تعلیم القرآن صادق آباد۔

اسمائے گرامی مفتیان کرام:۔

۔ مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب صادق آبادی مدظلہ۔

خلاصہ:۔ ایسے شخص کو باختیار خود امام بنانا جائز نہیں۔

فتویٰ نمبر (۸) از دار الافتاء جامعہ قاسم العلوم ملتان

اسم گرامی مفتی صاحب:۔

(۱) حضرت مولانا مفتی منظور احمد صاحب مدظلہ رئیس دار الافتاء جامعہ قاسم العلوم ملتان

خلاصہ: ایسا شخص ضال مضل اور خارج از اہل سنت والجماعۃ ہے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے ایسے شخص کو فوراً امامت سے ہٹا دیا جائے۔

فتویٰ نمبر (۹) از دار الافتاء جامعہ دار العلوم عیدگاہ کبیر والہ

اسمائے گرامی مفتی صاحب:۔

حضرت مولانا مفتی حامد حسن صاحب مدظلہ۔ مفتی دار العلوم عیدگاہ کبیر والہ

خلاصہ:۔ ایسا شخص بدعتی گمراہ ہے ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے آئندہ مکمل احتیاط کی جاوے۔

فتویٰ نمبر (۱۰) از دار الافتاء جامعہ امداد العلوم الاسلامیہ پشاور صدر

اسمائے گرامی مفتیان کرام:۔

(۱) حضرت مولانا مفتی محمد حسن جان صاحب مدظلہ

(۲) مفتی سبحان اللہ صاحب مدظلہ۔

خلاصہ: امام موصوف کا عقیدہ چونکہ اہل سنت والجماعت کے عقائد کے خلاف ہے اس لئے اس کی امامت مکروہ ہے۔

فتویٰ نمبر (۱۱) از دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

اسمائے گرامی مفتیان کرام:۔

(۱) حضرت مولانا مفتی حمید اللہ جان صاحب مدظلہ العالی

رئیس دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

(۲) مفتی شیر محمد صاحب مدظلہ

خلاصہ:۔ ایسا شخص نہ دیوبندی ہے اور نہ ہی اہل سنت والجماعت سے اس کا کوئی تعلق ہے اور اسکو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔

فتویٰ نمبر (۱۲) از دار الافتاء جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ

اسمائے گرامی مفتیان کرام:۔ مفتی محمد اقبال صاحب مدظلہ العالی

خلاصہ: استفتاء کے جواب میں حضرت مفتی صاحب نے لکھا کہ تسکین الصدور کا مطالعہ کریں۔ تسکین الصدور میں لکھا ہے کہ ایسا شخص بدعتی ہے اور بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

فتویٰ نمبر (۱۳) از دار الافتاء جامعہ احیاء العلوم چوک ظاہر پیر

اسمائے گرامی مفتیان کرام:۔ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا منظور احمد صاحب نعمانی دامت برکاتہم العالیہ

خلاصہ: پیش امام صاحب کا عقیدہ مذکورہ فی السوال معتزلہ والا ہے بنا بریں اس کو امام بنانا جائز نہیں ان کی اقتداء میں پڑھی ہوئی نمازیں واجب الاعادہ ہیں۔

فتویٰ نمبر (۱۴) ازدارالافتاء جامعہ اسلامی تنگی ضلع چارسدہ پشاور

اسمائے گرامی مفتیان کرام:۔

(۱) حضرت مولانا مفتی محمد ادریس صاحب مدظلہ

(۲) مفتی محمد حسین صاحب مدظلہ

خلاصہ: ایسا شخص اہلسنت والجماعت سے نہیں مبتدع اور گمراہ ہے ایسے شخص کو امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح نہیں۔

فتویٰ نمبر (۱۵) ازدارالافتاء جامعہ باب العلوم کہروڑپکا ضلع لودھراں

اسمائے گرامی مفتیان کرام:۔

حضرت مولانا مفتی محمد ظفر اقبال صاحب مدظلہ العالی۔

رئیس دارالافتاء جامعہ باب العلوم کہروڑپکا

خلاصہ: ۔ اہل سنت والجماعت سے ہٹ کر عقیدہ رکھنے والا شخص فاسق ہے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

فتویٰ نمبر (۱۶) از جامعہ انوریہ حبیب آباد طاہروالی ضلع بہاول پور

اسمائے گرامی مفتیان کرام:۔ حضرت مولانا حاجی احمد صاحب مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ انوریہ حبیب آباد طاہروالی۔

خلاصہ: ۔ ایسے امام صاحب کو منصب امامت سے ہٹا دیا جاوے اور آئندہ کے لئے اس سے اقتداء کے بارے میں احتیاط ضرور کی جاوے۔

فتویٰ نمبر (۱۷) ازدارالافتاء جامعہ خیرالمدارس ملتان

اسمائے گرامی مفتیان کرام:۔

(۱) مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ

(۲) مفتی عبدالحکیم صاحب مدظلہ العالی

خلاصہ ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے کسی صحیح عقیدہ والے شخص کو امام بنایا جائے

فتویٰ نمبر (۱۸) ازدارالافتاء جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

اسمائے گرامی مفتیان کرام:۔ حضرت مولانا مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہ

خلاصہ: ۔ یہ عقیدہ بدعت کا ہے۔ اہلسنت کا نہیں ہے اس لئے ایسے امام کو باقی رکھنا درست نہیں۔

فتویٰ نمبر (۲۰) ازدارالافتاء جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

اسمائے گرامی مفتیان کرام:۔ حضرت علامہ مفتی عبدالمجید صاحب دینپوری مدظلہ ۲۔ حضرت مفتی عبدالسلام صاحب مدظلہ ۳۔ مفتی انعام الحق صاحب

خلاصہ: ۔ یہ شخص اہل سنت والجماعت سے خارج ہے خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی اپنے عقائد فاسدہ سے گمراہ کرتا ہے بدعتی اور فاسق ہے لہٰذا اس کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے ہاں جو نمازیں لاعلمی میں پڑھی جا چکی ہیں وہ ہو چکی ہیں آئندہ جان بوجھ کر ایسے شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے ورنہ نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

حررہ......

محمد حنیف فاضل جامعہ مخزن العلوم خان پور

یکے از خدام حضرت مولانا نور محمد قادری تونسوی مدظلہ